سلسلہ : رسائلِ فتاوٰی رضویہ

جلد : چوتھی

رسالہ نمبر 4

سلب الثلب عن القائلین بطھارة الکلب

۱۳۱۲ھ

کتّے کی طہارتِ عین کے قائلین سے عیب دُور کرنے کا بیان

پیشکش : مجلسِ آئی ٹی (دعوتِ اسلامی)

رسالہ

سلب الثلب عن القائلین بطھارۃ الکلب ۱۳۱۲ھ

کتّے کی طہارتِ عین کے قائلین سے عیب دُور کرنے کا بیان

مسئلہ ۱۷۷: از بنارس محلّہ پتر کنڈہ مرسلہ مولوی عبدالحمید صاحب　　۸ رجب ۱۳۱۲ھ

کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین ابقاھم اللہ تعالٰی الی یوم الدین اس میں کہ زید تو مستنداً بقولہ تعالٰی .... لَھُمْ ۰[1] الآیۃ (اور وہ آپ سے پوچھتے ہیں ان کے لئے کیا حلال ہے۔ت) ومتمسکا باحادیث الامر باکل صید قتلہ الکلب المعلم المرسل ولم یاکل منہ (اور ان احادیث کو دلیل بناتے ہوئے جن میں ایسے شکار کے کھانے کا حکم ہے جسے سکھائے ہوئے اور چوڑھے ہُوئے کتّے نے شکار کیا لیکن اس سے کچھ نہیں کھایا۔ت) کہ ازانجملہ ایک یہ حدیث عدی بن حاتم ہے:

قال قلت یارسول اللہ انانرسل الکلاب المعلمۃ قال کل ماامسکن علیك قلت	فرماتے ہیں میں نے عرض کیا "یارسول اللہ! ہم سکھائے ہوئے کتّوں کو (شکارپر) چھوڑتے ہیں

[1] القرآن ۵/۴

وان قتلن قال وان قتلن[2] الحدیث۔	(اس کا کیا حکم ہے؟) آپ نے فرمایا: "جو کچھ وہ تمہارے لئے روک رکھیں اسے کھاؤ"۔ میں نے عرض کیا "اگرچہ وہ اسے ہلاک کردیں؟" فرمایا: "اگرچہ وہ اسے ہلاک کردیں" الحدیث (ت)

اور احادیث الاذن فی اقتناء کلب ماشیۃ وصید وزرع وغنم (جانوروں کی حفاظت، شکار، کھیتی اور بکریوں کی حفاظت کیلئے کتّا رکھنے کی اجازت کے بارے میں احادیث۔ت) کہ ازانجملہ ایک یہ حدیثِ عبداللہ بن مغفل ہے:

قال انی لمن یرفع اغصان الشجرۃ عن وجہ رسول اللہ وھو یخطب فقال لولا ان الکلاب امۃ من الامام لامرت بقتلھا فاقتلوا کل اسود وبھیم ومامن اھل بیت یرتبطون کلبًا الا نقص من عملھم کل یوم قیراط الاکلب صیدا وکلب حرث اوکلب غنم[3]۔	آپ فرماتے ہیں میں ان لوگوں میں سے ہُوں جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور کے آگے سے ٹہنیاں اٹھارہے تھے جب آپ خطبہ ارشاد فرمارہے تھے، آپ نے فرمایا: اگر کتّے ایک مخلوق نہ ہوتے تو میں ان کو قتل کرنے کا حکم دیتا پس ہر سیاہ کتّے کو ماردو، اور جو لوگ گھروں میں کتا رکھتے ہیں ان کے عمل سے روزانہ ایک قیراط کم ہوتا ہے مگر شکار کا کُتّا، کھیتی کی حفاظت اور بکریوں کی حفاظت کے لئے کُتّا (اس سے مستثنٰی ہے)۔(ت)

واحادیث الترخیص فی ثمن کلب الصعید (شکاری کتّے کہ حصولِ قیمت کے بارے میں آپکی اجازت سے متعلق احادیث۔ت) کہ ازانجملہ ایک وہ حدیث ہے جس کو ہمارے امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی مسند میں ہیثم سے وہ عکرمہ سے وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں:

قال رخص رسول اللہ فی ثمن کلب الصید[4]۔	فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شکاری کتّے کی قیمت لینے کی اجازت فرمائی ہے۔(ت)

وحدیث ابنِ عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما:

کانت الکلاب تقبل وتدبر فی عھد رسول اللہ	رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں

[2] جامع الترمذی باب مایؤکل من صید الکلب مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور ۱/۱۷۷

[3] جامع الترمذی باب من امسک کلباً ماینقص من اجرہ مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور ۱/۱۸۰

[4] مسند امام اعظم ابوحنیفہ کتاب البیوع نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ص ۱۶۹

فلم یکونوا یرشون شیأ من ذلك [5]۔	کتے (اِدھر اُدھر) آتے جاتے تھے لیکن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس سے (یعنی کتوں کے ان کے ساتھ چھُونے سے) کچھ بھی نہیں دھوتے تھے۔(ت)

وحدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما:

قال علیه الصلاة والسلام ایما اهاب دبغ فقد طهر [6]۔	نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس چمڑے کو رنگ لیا جائے وہ پاک ہوجاتا ہے۔(ت)

ومستدلا باقوال علمائنا الحنفیۃ (اور ہمارے علماء حنفیّہ کے اقوال سے استدلال کرتے ہوئے۔ت) کہ از انجملہ ایک یہ ہے کہ جو عامہ کتب فقہ میں ہے:

کل اهاب اذادبغ فقد طهر الاجلد الخنزیر والآدمی [7]۔	خنزیر اور آدمی کے چمڑے کے علاوہ ہر چمڑا دباغت سے پاک ہوجاتا ہے۔(ت)

اور دُوسرا یہ جو ہدایہ میں ہے:

ولیس الکلب بنجس العین [8]۔	اور کتّا نجس عین نہیں۔(ت)

اور تیسرا جو تنویر الابصار اور اُس کی شرح درمختار میں ہے:

اعلم انه لیس الکلب بنجس العین عند الامام وعلیه الفتوٰی وان رجح بعضهم النجاسة کمابسطه ابن الشحنة [9]۔	جان لو! امام اعظم کے نزدیک کتّا نجسِ عین نہیں۔اور اسی پر فتوٰی ہے،اگرچہ بعض فقہاء نے اس کے نجس ہونے کو ترجیح دی ہے جیسا کہ ابن الشحنہ نے اسے تفصیل سے بیان کیا ہے۔(ت)

اور چوتھا یہ جو ردالمحتار میں ہے:

وهو (ای عدم کون الکلب نجس العین) الصحیح والاقرب الی الصواب بدائع و	اور وہ (یعنی کُتّے کا نجس العین نہ ہونا ہی) صحیح اور درستگی کے زیادہ قریب ہے،بدائع۔متون سے

---

[5] صحیح البخاری باب اذاشرب الکلب فی الاناء قدیمی کُتب خانہ کراچی ۲۹/۱
[6] جامع الترمذی، باب جاء فی جلود المیتۃ، آفتاب عالم پریس لاہور، ۲۰۶/۱
[7] منیۃ المصلی فصل فی النجاسۃ مکتبہ قادریہ جامعہ نظامیہ لاہور ص ۱۰۸
[8] ہدایہ شریف، قبیل فصل فی البئر، المکتبۃ العربیہ، کراچی، ۲۴/۱
[9] درمختار، باب المیاہ، مطبوعہ مجتبائی دہلی، ۳۸/۱

وھو ظاھر المتون بحر ومقتضی عموم الادلۃ فتح[10]۔	یہی ظاہر ہوتا ہے البحر الرائق۔ عام دلائل کا مقتضٰی یہی ہے، فتح القدیر (ت)

اور پانچواں یہ جو عالمگیری میں ہے:

والصحیح ان الکلب لیس بنجس العین[11]۔	صحیح یہ ہے کہ کتّا نجسِ عین نہیں۔ (ت)

اور چھٹا یہ جو عنایہ میں ہے:

الاصح ان الکلب لیس بنجس العین[12]۔	اصح بات یہ ہے کہ کُتّا نجس عین نہیں۔ (ت)

اور ساتواں یہ جو غایۃ البیان میں ہے:

فی نجاسۃ عینہ اختلاف المشایخ والاصح انہ لیس بنجس العین[13]۔	اس کے نجسِ عین ہونے میں مشائخ کا اختلاف ہے زیادہ صحیح یہ ہے کہ یہ نجسِ عین نہیں۔ (ت)

اور آٹھواں یہ جو مراقی الفلاح میں ہے:

یطھر جلد الکلب لانہ لیس بنجس العین علی الصحیح[14]۔	کتّے کا چمڑا پاک ہو جاتا ہے کیونکہ صحیح قول کے مطابق وہ نجسِ عین نہیں۔ (ت)

اور نواں یہ جو نہر الفائق میں ہے:

یطھر جلد الکلب ایضا بناء علی ماعلیہ الفتوی من طھارۃ عینہ وان رجح بعضھم النجاسۃ[15]۔	کتّے کا چمڑا بھی پاک ہو جاتا ہے اور اس کی بنیاد وہ مفتٰی بہ قول ہے کہ یہ ذاتی طور پر پاک ہے اگرچہ بعض فقہاء نے اس کے ناپاک ہونے کو ترجیح دی ہے۔ (ت)

اور دسواں یہ جو شامی میں ہے:

فمعنی القول بطھارۃ عینہ طھارۃ ذاتہ	اس کے طاہر عین ہونے کے قول کا مطلب یہ ہے کہ یہ جب تک

[10] ردالمحتار، باب المیاہ، مطبوعہ مجتبائی دہلی، ۱/۱۳۹
[11] فتاوٰی عالمگیری الفصل الاول من الباب الثالث مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور ۱/۱۹
[12] العنایۃ مع فتح القدیر قبیل فصل فی البئر مطبوعہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/۸۲
[13] السعایۃ فی کشف مافی شرح الوقایۃ/ من احکام الدباغۃ سہیل اکیڈمی لاہور ۱/۴۰۸
[14] مراقی الفلاح مع الطحطاوی فصل یطہر جلد المیتۃ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ص ۹۰
[15] السعایۃ فی کشف مافی شرح الوقایۃ من احکام الدباغۃ سہیل اکیڈمی لاہور، ۱/۴۰۹

مادام حیا وطہارۃ جلدہ بالدّباغ والذکاۃ وطہارۃ مالا تحلہ الحیوۃ من اجزائہ کغیرہ من السباع [16]۔	زندہ ہے ذاتی طور پر پاک ہے۔اس کا چمڑا دباغت یا ذبح (شرعی) کے ساتھ پاک ہوجاتا ہے نیز اس کے جن اجزاء میں زندگی سرایت نہیں کرتی دوسرے درندوں کی طرح وہ بھی پاک ہیں۔(ت)

اور گیارھواں یہ جو سعایہ میں ہے:

قلت لم یتضح لی الی الاٰن دلیل علی کونہ نجس العین ودلائل المثبتین کلہا مخدوشۃ [17]۔	میں کہتا ہوں اب تک مجھے اس کے نجس عین ہونے پر کوئی واضح دلیل نہیں ملی، نجس ثابت کرنے والوں کے تمام دلائل کمزور ہیں۔(ت)

اور بارھواں وہ جو مولوی عبدالحی لکھنوی نے تعلیق ممجد میں بعد ذکر ان حدیثوں کے جو کہ طہارت اُہُب پر دباعت سے مطلقًا دلالت کرتی ہیں کہا ہے:

وبہذہ الاحادیث ونظائرہا ذہب الجمہور الی الطہارۃ بالدباغۃ مطلقا الا انہم استثنوا من ذلک جلد الانسان لکرامتہ وجلد الخنزیر لنجاسۃ عینہ واستثنی ایضا جلد الکلب من ذہب الی کونہ نجس العین وھو قول جمع من الحنفیۃ وغیرھم ولم یدل علی دلیل قوی بعد [18]۔	ان احادیث اور ان کی مثل پر بنیاد رکھتے ہوئے جمہور فقہاء نے دباعت کے ذریعے مطلقًا طہارت کی راہ اختیار کی ہے مگر انہوں نے اس سے انسان کے چمڑے کو اس کی عزّت کی بنیاد پر اور خنزیر کے چمڑے کو اس کے نجس عین ہونے کی وجہ سے مستثنٰی قرار دیا ہے اور جو لوگ کتّے کو نجسِ عین سمجھتے ہیں انہوں نے اس کو بھی مستثنٰی کیا ہے احناف کی ایک جماعت اور ان کے علاوہ فقہاء کرام کا یہی قول ہے لیکن ابھی تک اس پر کوئی مضبوط دلیل نہیں پائی گئی۔(ت)

اور تیرھواں یہ جو فتح القدیر میں ہے:

اختلف المشایخ فی التصحیح والذی یقتضیہ	تصحیح میں علماء کا اختلاف ہے اور "ایما اھاب"

[16] ردالمحتار قبیل فصل فی البئر مطبوعہ مجتبائی دہلی ۱/۱۳۹
[17] السعایۃ فی کشف مافی شرح الوقایۃ من احکام الدباغۃ سہیل اکیڈمی لاہور ۱/۴۰۹
[18] تعلیق ممجد لعبدالحی اللکھنوی

عموم ایما اھاب طھارۃ عینہ ولم یعارضہ مایوجب نجاستھا فوجب حقیقۃ عدم نجاستھا [19]	(جو بھی چمڑا) کا عموم طہارت عین کا مقتضی ہے اور اس کے مقابلے میں نجاست کو واجب کرنے والی کوئی دلیل موجود نہیں لہٰذا ضروری ہوا کہ اس کا نجس نہ ہونا حق ہوا۔(ت)

کہتا ہے کہ کُتّا طاہر العین ہے اور کہتا ہے کہ آیت میں تو وجہ دلالت کی یہ ہے کہ یہ آیت بلاضرورت کتّے سے ازروئے اصطیاد کے جواز انتفاع پر بلکہ بجز کھانے کے اور اُس سے سب طرح کے فائدے اُٹھانے کے جواز پر دلالت کرتی ہے، قرطبیؔ نے کہا ہے:

وقدذکر بعض من صنف فی احکام القراٰن ان الایۃ تدل علی ان الاباحۃ تناولت ماعلمنا الجوارح وھو ینظم الکلب وسائر جوارح الطیر وذلك یوجب اباحۃ سائر وجوہ الانتفاع فدل علی جواز بیع الکلب والجوارح والانتفاع بھابسائر وجوہ المنافع الاماخصہ الدلیل وھو الاکل من الجوارح ای الکواسب من الکلاب وسباع الطیر [20]۔	احکامِ قرآن کے بعض مصنفین نے ذکر کیا ہے کہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اباحت ان تمام شکاری جانوروں کو شامل ہے جن کو ہم سکھائیں اور اس میں کتّا اور تمام شکاری پرندے بھی شامل ہیں اور یہ (جواز) انتفاع کے تمام طریقوں کی اباحت کو واجب کرتا ہے پس یہ کتّے اور (دیگر) شکاری جانوروں کو بیچنے اور ان سے ہر طرح کا نفع حاصل کرنے پر دلالت کرتا ہے مگر جس کو دلیل نے خاص کرلیا ہو، اور وہ شکاری جانوروں یعنی کسب کرنے والے کتّوں اور درندوں کو کھانا ہے (اور یہ جائز نہیں)۔(ت)

اور کسی چیز سے بلاضرورت انتفاع کا جائز ہونا اُس چیز کے عدمِ نجاست کی علامت ہے تو اس نے اُس کے عدمِ نجاست پر بھی دلالت کی کماھو ظاھر (جیساکہ وہ ظاہر ہے۔ت)

اور حدیث ابن عمر میں یہ کہ موسم گرمی میں اکثر اوقات کُتّے کیچڑ میں بھرے ہوئے پانی میں بھیگے ہوئے مسجد میں آتے جاتے ہوں گے اور کیچڑ پانی مسجد میں گرتا ٹپکتا ہوگا تو جبکہ باوجود اس کے رش بھی نہ ثابت ہوا تو ان کے اجسام اور اعیان کے عدم نجاست ثابت ہُوئی۔

---

[19] فتح القدیر باب الماء الذی یجوزبہ الوضوء الخ مطبوعہ نوریہ رضویہ سکھّر ۱/۸۳

[20] الجامع لاحکام القرآن زیرآیہ وماعلّمتم من الجوارح الخ داراحیاء التراث العربی بیروت ۶/۶۶

اور احادیث اذن فی اقتناء الکلب (کتّا رکھنے کی اجازت سے متعلق احادیث۔ت) کی دلالت کی نسبت مولوی عبدالحہ نے سعایہ میں کہا ہے:

نعم لھا دلالۃ علی طھارۃ جسمہ وعدم تنجس عینہ البتۃ فان الاذن فی اقتنائہ دال علی انہ لیس ینجس العین [21]۔	ہاں اس کے جسم کے پاک ہونے اور نجس عین نہ ہونے پر یقینا دلیل ہے کیوں کہ اسے رکھنے کی اجازت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ وہ نجس عین نہیں۔(ت)

اور باقی حدیثوں میں وجہ دلالت کی ظاہر ہے اور عمر و استدلالاً باحادیث الامر بقتل الکلاب (کتوں کو ہلاک کرنے کے حکم سے متعلق احادیث سے استدلال کرتے ہوئے۔ت) واحادیث عدم دخول الملٰئکۃ بیتا فیہ کلب (جس گھر میں کتّا ہو اس میں فرشتوں کے داخل نہ ہونے کے بارے میں احادیث۔ت) واحادیث الامر بغسل الاناء من دلوغ الکلب سبعا اوثمانیا اوثلثا واھراق مافضل من شربہ (کتّے کے چاٹنے سے برتن کو سات یا آٹھ یا تین بار دھونے اور اس کے پینے سے جو بچ جائے اسے بہادینے کے بارے میں احادیث۔ت) وحدیث ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ:

ان النبی دعی الی دار قوم فاجاب ودعی ای دار اٰخرین فلم یجب فقیل لہ فی ذلك فقال ان فی دار فلاں کلبا فقیل لہ وان فی دار فلان ھرۃ فقال الھرۃ لیست بنجسۃ انما ھی الطوافین علیکم والطوافات [22]۔	نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک قوم نے دعوت دی، آپ نے قبول کرلی۔ اور آپ کو دوسروں کے گھر میں بلایا گیا تو آپ نے قبول نہ کیا، اس بارے میں آپ سے عرض کیا گیا۔ آپ نے فرمایا کہ فلاں کے گھر میں کتّا ہے۔ عرض کیا گیا اور فلاں کے گھر میں بلّی ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا: بلّی ناپاک نہیں اور وہ تمہارے پاس آنے جانے والے (غلاموں) اور آنے جانے والی (لونڈیوں) کی طرح ہے۔(ت)

وتمسکا باقوال بعض علمائنا الحنفیۃ کو ازانجملہ ایک یہ ہے جو مبسوط میں ہے:

الصحیح من المذھب عندنا ان الکلب نجس [23]۔	ہمارے نزدیک صحیح مذہب یہ ہے کہ کتا ناپاک ہے۔(ت)

---

21 السعایۃ فی کشف مافی شرح الوقایۃ احکام الاسآر سہیل اکیڈمی لاہور ۱/۴۴۶

22 التلخیص الجبیر فی تخریج احادیث الرافعی الکبیر، اب بیان النجاسات، المکتبۃ الاثریہ سانگلہ ہل، ۱/۲۵

23 المبسوط للسرخسی سؤر مالایوکل لحمہ مطبوعہ دار المعرفت بیروت ۱/۴۸

اور دوسرا یہ جو ابوالمکارم کی شرح نقایہ میں ہے:

فی فتاوٰی قاضی خان مایدل علی ان الکلب نجس العین وفی موضع آخر مایدل علی انہ لیس کذلك وسمعت ان الروایۃ الصحیحۃ عندنا ھو الاول[24]۔	فتاوٰی قاضی خان میں ایسی بات ہے جو کتّے کے نجسِ عین ہونے پر دلالت کرتی ہے اور (اسی میں) دوسری جگہ وہ بات ہے جس میں ایسا نہ ہونے پر دلالت ہے اور میں نے سنا کہ ہمارے نزدیک صحیح روایت، پہلی ہے (یعنی نجسِ عین)۔(ت)

اور تیسرا یہ جو شرح وقایہ وغیرہ بعض کتبِ فقہ میں ہے:

اذاسد کلب عرض النھر ویجری الماء فوقہ انکان مایلاق الکلب اقل ممالایلاقیہ یجوز الوضوء فی الاسفل والالا[25]۔	اگر کتّا نہر کی چوڑائی بند کردے اور پانی اس کے اوپر سے جاری ہو تو اگر کتّے سے ملا ہوا پانی اس سے کم ہے جو اس (کے جسم) سے ملا ہوا نہیں ہے تو (نہر کی) نچلی جانب سے وضو کرنا جائز ہے ورنہ نہیں۔(ت)

کہتا ہے کہ کتّا نجس العین ہے اور زید عمرو کے ان دلائل میں سے احادیث امر بقتل کلاب اور احادیث عدم دخول ملائکہ اور احادیث امر بغسل اناء کا تو جواب یہ دیتا ہے کہ ان سب حدیثوں کے نجاست کلب پر دلالت کرنے میں ضُعف ہے۔ احادیث امر بقتل کلاب کے دلالت کرنے میں تو اس وجہ سے کہ یہ امر ان کی نجاست کے سبب نہ تھا بلکہ ملائکہ کے اُس گھر میں جس میں کتّا ہو نہ داخل ہونے کی وجہ سے تھا جیسا کہ امر مذکور ہی کی احادیث سے مفہوم ہوتا ہے اور اگر ہم تسلیم بھی کرلیں تو اس کا نسخ وارد ہوچکا ہے اور احادیث عدم دخول ملائکہ کے دلالت کرنے میں اس وجہ سے کہ امتناعِ ملائکہ کا باعث کلب کی نجاست ہی نہیں متعین ہوسکتی بلکہ ممکن ہے کہ کوئی اور امر ہو۔

قال العلامۃ الدمیری فی حیٰوۃ الحیوان قال العلماء سبب امتناعھم من البیت الذی فیہ الکلب کثرۃ اکلہ النجاسات وبعض الکلاب یسمی شیطانا والملائکۃ	علامہ دمیری نے حیٰوۃ الحیوان میں فرمایا کہ علماء فرماتے ہیں جس گھر میں کتّا ہو اس میں فرشتوں کے نہ آنے کا باعث کتّوں کا بکثرت نجاست کھانا ہے، اور بعض کتّوں کو تو شیطان کہا جاتا ہے اور فرشتے شیطان

---

[24] شرح النقایۃ لابی المکارم

[25] شرح الوقایۃ بیان مایجوز بہ الوضوء المکتبۃ الرشیدیہ دہلی ۱/۸۴

ضد الشیاطین ولقبح رائحۃ الکلب والملئکۃ تکرہ والرائحۃ الخبیثۃ ولانہا منھی عن اتخاذھا فعوقب متخذھا بحرمانہ دخول الملئکۃ بیتہ[26]۔	کی ضد میں، نیز کتا بدبودار ہوتا ہے اور فرشتے بدبُو کو پسند نہیں کرتے۔یہی وجہ ہے کہ کتا رکھنے سے منع کیا گیا پس اسے رکھنے والے کو یوں سزادی گئی کہ اس کے گھر میں فرشتوں کا داخلہ نہیں ہوتا۔(ت)

اور نظیر اس کی وہ حدیث ہے جس کو امام مالک اور بخاری اور مسلم نے حضرت عائشہ سے مرفوعًا اخراج کیا ہے کہ جس گھر میں تصویریں ہوتی ہیں اس میں فرشتے نہیں داخل ہوتے اور نیز وہ حدیث ہے جس کو امام مالک اور احمد اور ترمذی اور ابن حبان نے ابوسعید سے مرفوعًا اخراج کیا ہے کہ جس گر میں تماثیل یا صورت ہوتی ہیں اُس میں فرشتے نہیں آتے اور نیز وہ حدیث جس کو بغوی اور طبرانی اور ابونعیم نے معرفۃ میں اور ابن قانع نے سوط بن غزی سے مرفوعًا اخراج کیا ہے کہ ملائکہ اس قافلہ کے ساتھ نہیں ہوتے جس میں گھنٹا ہوتا ہے اور نیز وہ حدیث ہے جس کو طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعًا اخراج کیا ہے کہ ملائکہ جنب اور **متضمخ بخلوق**[27] پر اُن کے غسل کرنے تک حاضر نہیں ہوتے۔

اور نیز وہ حدیث ہے جس کو احمد اور ابوداؤد نے عمار سے مرفوعًا اخراج کیا ہے کہ ملائکہ جنازہ کافر پر خیر سے اور متضمخ بزعفران اور جنب پر نہیں حاضر ہوتے تو جیسا کہ ان حدیثوں سے نجاست تصویر اور جنازہ کافر اور متضمخ بزعفران وغیر ذلک پر استدلال کرنا غیر ممکن ہے ایسا ہی احادیث عدم دخول ملائکہ سے نجاست کلب پر تمسک کرنا ناجائز اور احادیث امر بغسل اناء کے دلالت کرنے میں تو ضعف کا ہونا ظاہر ہے،ہاں نجاست لعابِ کلب پر یہ حدیثیں البتہ دال ہیں نہ اُس کے عین کی نجاست پر۔اور حدیث ابی ہریرہ کا جواب اوّلًا تو یہ دیتا ہے کہ مولٰنا الہداد جونپوری نے حاشیہ ہدایہ میں اور دمیری نے حیٰوۃ الحیوان میں نقل کیا ہے اور کہا ہے یعنی دمیری نے کہ اس حدیث کو امام احمد اور دارقطنی اور حاکم اور بیہقی نے حدیث ابی ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ہے لیکن میں نے جو سنن دارقطنی اور مستدرک حاکم کی طرف مراجعت کی تو میں نے ان دونوں میں اس حدیث کو اس لفظ سے نہیں پایا بلکہ لفظ

کان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یاتی دارقوم من الانصار ودونھم دارفیشق ذلك علیھم فقالوا یارسول اللہ تاتی دارفلان ولاتاتی دارنا فقال	رسول اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم چند انصار کے گھروں میں تشریف لاتے تھے ان میں سے نیچے کی جانب ایک گھر تھا ان پر یہ بات گراں گزری تو انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ !آپ فلاں

[26] حیٰوۃ الحیوان الکبرٰی، زیر لفظ الکلب، مصطفی البابی حلبی مصر، ۲/ ۲۹۰

[27] خلوق[27] (ایک خاص قسم کی خوشبو) لگانے والا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لان فی دارکم کلبا قالوا فان فی دارھم سنورا فقال النبی السنور سبع [28]۔	کے گھر تشریف لاتے ہیں اور ہمارے گھر تشریف نہیں لاتے۔رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس لئے کہ تمہارے گھر کتا ہے۔انہوں نے عرض کیا تو ان (فلاں کے) گھر بلّی ہے۔رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بلّی ایک درندہ ہے۔(ت)

کے ساتھ پایا تو اول تو اصح اس کا وقف ہے اور دوسرے اسناد اس کی قوی نہیں۔

قال الحافظ ابن حجر فی التلخیص بعدذکر الحدیث قال ابن ابی حاتم فی العلل سألت ابازرعۃ عنہ فقال لم یرفعہ ابونعیم وھو اصح وعیسی عـہ لیس بالقوی قال العقیلی لایتابعہ علی ھذا الحدیث الامن ھو مثلہ اودونہ وقال ابن حبان خرج عیسی عن حدالاحتجاج ولما ذکرہ الحاکم قال ھذا الحدیث صحیح تفرد بہ عیسی عن ابی زرعۃ وھو صدوق لم یجرح قط ھکذا قال وقدضعفہ ابوحاتم وابوداود وغیرھما وقال ابن الجوزی لایصح [29] انتھی ملخصا۔	حافظ ابن حجر (عسقلانی) نے تلخیص میں یہ حدیث ذکر کرنے کے بعد فرمایا ابن ابی حاتم نے عللِ میں فرمایا کہ میں نے اس حدیث کے بارے میں ابوزرعہ سے پُوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ ابونعیم نے اسے مرفوع ذکر نہیں کیا اور یہی زیادہ صحیح ہے۔اور عیسٰی (راوی) قوی نہیں۔عقیلی نے فرمایا اس حدیث میں ان کی متابعت وہی کرے گا جو اس کی مثل یا اس سے کم (درجہ میں) ہو۔ابنِ حبان نے کہا: عیسٰی حجت کی حد سے نکل گیا (یعنی اس کی بات کو دلیل نہیں بناسکتے) اور حاکم نے اس حدیث کا ذکر کرتے ہوئے کہا یہ حدیث صحیح ہے اس کو ابوزرعہ سے روایت کرنے میں عیسٰی متفرد ہیں اور وہ سچّے ہیں ان پر کبھی جرح نہیں ہُوئی،انہوں نے اسی طرح کہا،(لیکن) ابوحاتم اور ابوداؤد کے علاوہ دوسروں نے اسے ضعیف قرار دیا،اور ابن جوزی نے کہا یہ صحیح نہیں انتہی ملخصا(ت)

اور تیسرے برتقدیر اس کے رفع اور اس کے اسناد کی صحت کے اس کو اس لفظ سے نجاست کلب

عـہ: ھذا احد رواۃ ھذا الحدیث ۱۲ (م)	اس حدیث کے راویوں میں سے ایک یہ ہیں۔(ت)

[28] مسند امام احمد بن حنبل عن ابی ہریرۃ، مطبوعہ دارالفکر بیروت، ۳۲۷/۲
[29] التلخیص الجبیر فی تخریج احادیث الرافعی الکبیر باب بیان النجاسات المکتبۃ الاثریہ سانگلہ ہل ۲۵/۱

پر ہر گز دلالت نہیں۔ہاں بلّی کے مثل کُتّے کے شیطان نہ ہونے پر البتہ اس کو دلالت ہے جیسا کہ بعض شارحین نے لکھا ہے اور ثانیًا یہ کہ بر تقدیر اس کے اُس لفظ کے ساتھ موجود ہونے اور اس کے رفع اور اس کے اسناد کی صحت کے نہیں ثابت ہو گی اس سے مگر نجاست اضافیہ یعنی کتّے کا بہ نسبت بلّی کے نجس ہونا نہ حقیقیہ **کمالایخفی علی من له طبع سلیم وذهن مستقیم** (جیسا کہ اس شخص پر مخفی نہیں جس کی فطرت سلیم اور ذہن ٹھیک ہے۔ت) اور وہ مسلّم ہے بیشک بہ نسبت بلّی کے کتا نجس ہے کیونکہ اس کا گوشت اور خون اور لعاب اور سور اور عرق ہمارے نزدیک نجس ہے بخلاف بلّی کے،اور بحث اس کی نجاست عین سے ہے تو حدیث کو اُس پر دلالت نہیں فتدبر،اور اقوالِ فقہا میں سے اُن دونوں قولوں کا تو جو مبسوط اور شرح نقایہ میں ہے جواب یہ دیتا ہے کہ اول تو ان دونوں قولوں میں کلب کی نجاست کی نسبت لفظ صحیح بولا ہے اور اُن اقوال میں جو میرے دلائل سے ہیں اس کے طاہر العین ہونے کی نسبت لفظ **اقرب الی الصواب** اور لفظ اصح کہا ہے **وقد صرحوا بان لفظ الاصح اٰکد من الصحیح فیتبع الاٰکد کماصرح به فی ردالمحتار**[30] (فقہاء کرام نے تصریح کی ہے کہ لفظ "**اصح**" لفظ "**صحیح**" سے زیادہ مؤکد ہے پس جس میں زیادہ تاکید ہے اس کی اتباع کی جائے جیسا کہ ردالمحتار میں اس کی تصریح کی گئی ہے۔ت)

اور دوم: اگر ہم مساوات لفظ تصحیح کو بھی مان لیں تو فتوی تو اس کے طاہر العین ہونے پر ہے فیؤخذ بماعلیه الفتوی دون غیرہ (پس اسے اختیار کیا جائے جس پر فتوی ہے نہ کہ اس کے غیر کو۔ت)

اور سوم: اگر ہم اختلاف فتوی کو بھی تسلیم کریں تو تب بھی بموجب قاعدہ **اذا اختلف التصحیح والفتوٰی فالعمل بمافی المتون اولی**[31] (جب تصحیح اور فتوی میں اختلاف ہو تو جو کچھ متون میں ہے اس پر عمل کرنا اولٰی ہے۔ت) کے عمل مافی المتون ہی پر کیا جائے گا۔

والمراد بالمتون لیس جمیع المتون بل المختصرات التی الفها حذاق الائمة وکبار الفقهاء المعروفین بالعلم والزهد والفقة والثقة فی الروایة کابی جعفر الطحاوی والکرخی والحاکم والشهید	متون سے مراد تمام متون نہیں بلاکہ وہ مختصر کتب میں جن کو ماہر ائمہ اور فقہاءِ کبیر جو علم،زہد،فقہ اور روایت میں ثقافت کے ساتھ مشہور ہیں،نے تالیف کیا جیسے ابو جعفر طحاوی، کرخی،حاکم،شہید،قدوری اور وہ لوگ جو اس طبقے

[30] الدرالمختار علی حاشیۃ ردالمحتار،مطلب اذاتعارض التصحیح،مطبوعہ مجتبائی دہلی، ۵۰/۱

[31] ردالمختار مطلب اذاتعارض التصحیح مطبوعہ مجتبائی دہلی ۴۹/۱

والقدوری ومن فی هذه الطبقة وقد کثر اعتماد المتأخرین علی الوقایة لبرهان الشریعة وکنزالدقائق لابی البرکات والمختار لابی الفضل ومجمع البحرین لمظفر الدین ومختصر القدوری لاحمد بن محمد وذلك لماعلموا من جلالة مولفیها والتزامهم ایراد مسائل معتمد علیها واشهرها ذکرا واقولها اعتمادا الوقایة والکنز ومختصر القدوری وهی المراد بقولهم المتون الثلثة۔	میں شامل ہیں متاخرین کا برہان الشریعۃ کے وقایہ، ابوالبرکات کی کنزالدقائق اور ابوالفضل کی المختار مظفر الدین کی مجمع البحرین اور احمد بن محمد کی مختصر القدوری پر بہت زیادہ اعتماد ہے، اور یہ اس لئے کہ انہیں ان کتب کے مولفین کی جلالت علمی نیز قابلِ اعتماد مسائل ذکر کرنے کے التزام کا علم تھا۔ ان میں سے ذکر کے اعتبار سے زیادہ مشہور اور قول کے اعتبار سے زیادہ معتمد علیہ وقایہ، کنزالدقائق اور مختصر القدوری ہے اور فقہاء کرام کے قول متون سے یہی "تین متون" مراد ہیں۔ (ت)

توان سب میں علی الخصوص ان متون ثلثہ میں بجز اس کے طاہر العین ہونے کے اور کچھ نہیں ہے وللہ الحمد، اور اس کا جو کہ شرح وقایہ وغیرہ میں ہے یہ کہ اس قول میں کلب سے مراد کلبِ میت ہے۔ حسن چلپی نے ذخیرۃ العقبٰی میں کہا ہے:

قوله واذاسد کلب ای میت [32]	قولہ اور جب کتا (نہر کی چوڑائی) بند کرے، یعنی مردہ (کتا)۔ (ت)

اور ایسا ہی سعایہ اور رعایہ میں بھی ہے اور شرح وقایہ کے اردو ترجمہ میں ہے کہ اگر مرا ہوا کتّا رواں ندی میں پڑا ہو تو دونوں میں صحیح قول کس کا ہے اور برتقدیر زید کے قول کے صحیح ہونے کے اُس کے استدلال اور جواب بھی صحیح ہیں یا نہیں اور نیز اس میں کہ برتقدیر کلب کی طہارت عین کی صحت کے یہ جو ردالمحتار میں نقلاً عن البدائع ہے

قال مشایخنا من صلی وفی کمه جر وتجوز صلاته وقیده الفقیه ابوجعفر الهندوانی بکونه مشدود الفم [33]۔	ہمارے مشائخ نے فرمایا جس نے اس حال میں نماز پڑھی کہ اس کی آستین میں کتّے کا بچّہ تھا تو اس کی نماز جائز ہے فقیہ ابوجعفر ہندوانی نے قید لگائی ہے کہ اس کا مُنہ باندھا ہوا ہو۔ (ت)

اور نیز یہ جو اس میں نقلاً عن المحیط ہے:

[32] ذخیرۃ العقبٰی فی شرح صدر الشریعۃ کتاب الطہارۃ مطبوعہ نولکشور لکھنؤ ۱/۳۴

[33] ردالمحتار باب المیاہ، مطبوعہ مجتبائی دہلی ۱/۱۳۹

صلی ومعه جروکلب اومالایجوز الوضوء بسورہ قیل لم یجز والاصح انکان فمه مفتوحا لم یجز لان لعابه یسیل فی کمه فینجس لو اکثر من قدر الدرھم ولوکان مشدودا بحیث لایصل لعابه الی ثوبه جازلان ظاھر کل حیوان طاھر ولایتنجس الابالموت ونجاسة باطنه فی معدنها فلایظھر حکمها کنجاسة باطن المصلی[34]	کسی نے نماز پڑھی اور اس کے پاس کتّے کا بچّہ یا وہ چیز تھی جس کے جھُوٹے سے وضو جائز نہیں، تو کہا گیا (نماز) جائز نہیں، یقینا زیادہ صحیح بات یہ ہے کہ اگر اس کا منہ کھُلا ہوا ہو تو جائز نہیں کیونکہ اس کا لعاب آستین میں بہہ کر اسے ناپاک کردے گا جبکہ وہ ایک درہم سے زیادہ ہو، اور اگر اس کا منہ اس طرح باندھا ہو ہو کہ اس کا لعاب نمازی کے کپڑے تک نہ پہنچے تو نماز جائز ہے کیونکہ ہر حیوان کا ظاہر پاک ہے اور وہ مرنے کے بغیر ناپاک نہیں ہوتا، اندرونی نجاست اپنے اصل مقام پر ہے لہٰذا نمازی کے پیٹ کی نجاست کی طرح اس کا حکم بھی ظاہر نہ ہوگا۔ (ت)

اور نیز یہ جو اُس میں نقلاً عن الحلیۃ ہے:

والاشبه اطلاق الجواز عند امن سیلان القدر المانع قبل الفراغ من الصّلاۃ[35]۔	زیادہ مناسب بات یہ ہے کہ مطلقاً جائز ہے جبکہ نماز سے فارغ ہونے سے پہلے اس قدر (لعاب) جاری ہونے سے بے خوف ہو جو مانع طہارت ہے۔ (ت)

بوجہ اس کے اُس پر یعنی کلب کی طہارت عین پر مبنی ہونے کے بدلیل **المبنی علی الصحیح صحیح** (جس کی بنیاد صحیح پر ہو وہ صحیح ہوتا ہے۔ ت) کے صحیح ہوگا یا نہیں **بینوا توجروا**۔

الجواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللّٰه الذی اعطی کل شیئ خلقه ثم ھدی فکان اصل کل شیئ طاھرا اذمن القدوس الطاھر بدا وصلی اللّٰه تعالٰی علی السید الطیب الطاھر الذی میز	تمام تعریفیں اللہ تعالٰی کیلئے ہیں جس نے ہر چیز کو اس کے لائق صورت دی پھر اسے ہدایت دی، پس ہر چیز کی اصل پاک ہے کیونکہ وہ پاکیزہ طاہر ذات کی طرف سے ظاہر ہُوئی طیب وطاہر سردار پر

---

[34] ردالمحتار باب المیاہ مطبوعہ مجتبائی دہلی، ۱/۳۹

[35] ردالمحتار باب المیاہ مطبوعہ مجتبائی دہلی ۱/۳۹

الخبیث من الطیب بنور الھدی وعلٰی اٰلہ الاطائب وصحبہ الطاھر وبارك وسلم دائما ابدا قال احمد کلاب الباب النبوی احمد رضا المحمدی السنی الحنفی القادری البریلوی غفراللہ لہ وحقق املہ اٰمین قول زید اصح وارجح واحق بالقبول واوفق بالمنقول والمعقول ہے۔	جس نے نورِ ہدایت کے ساتھ ناپاک کو پاک سے جُدا کردیا آپ کی پاکیزہ آل اور پاک صحابہ کرام پر اللہ تعالٰی کی رحمت، برکت اور سلامتی ہمیشہ ہمیشہ نازل ہو۔ سگِ بابِ نبوی احمد رضا محمدی، سُنّی، حنفی قادری، بریلوی، اللہ تعالٰی اس کی بخشش کرے اور اس کی امید کو ثابت وسچ کردے (آمین) نے کہا کہ زید کا قول زیادہ صحیح، راجح اور قبولیت کا زیادہ حق رکھتا ہے نیز معقول ومنقول کے زیادہ موافق ہے۔ (ت)

اور اس کے اکثر دلائل وجوابات صحیح وتحیح وقابل قبول فی الواقع ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کے مذہب میں یہ جانور سائر سباع کے مانند ہے کہ لعاب نجس اور عین طاہر، یہی مذہب ہے صحیح واصح ومعتمد ومؤید بدلائل قرآن وحدیث ومختار وماخوذ للفتوٰی عند جمہور مشائخ القدیم والحدیث ہے۔ کلام زید میں بقدر کفایت اس کی تفصیل مذکور اور مسئلہ خود کثیر الدرر ومعروف ومشہور لہٰذا اداءً لحق الجواب وکشف الصواب جمیع ابحاث متقدمہ حدیث وفقہ وترجیح وتزییف میں اضافہ چند فائدہ زائدہ منظور

اما الحدیث فنذکر ماذکر اصحابنا ثم نورد تحقیق الروایۃ ثم نشیر الی تنقیح الدرایۃ۔	رہی حدیث تو ہم وہی ذکر کرینگے جو ہمارے اصحاب نے ذکر کیا پھر روایت کی تحقیق لائیں گے اس کے بعد درایت کی درستگی بیان کرینگے۔ (ت)

آثار عدیدہ میں مروی کہ کلب مملوک کے قاتل پر ضمان لازم اور سگ شکاری کو عورت کا مہر مقرر کرسکتے ہیں۔

قال العلامۃ علی القاری علیہ رحمۃ الباری فی المرقاۃ کتاب البیوع باب الکسب تحت حدیث ابی مسعود الانصاری رضی اللہ تعالٰی عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نھی عن ثمن الکلب مانصہ ھو محمول عندنا علی ماکان فی زمنہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم حین امر بقتلہ وکان الانتفاع بہ یومئذ محرما ثم رخص فی الانتفاع بہ حتی روی انہ قضی فی کلب صید قتلہ رجل	علّامہ ملّا علی قاری ان پر اللہ تعالٰی کی رحمت ہو، نے مرقاۃ کے کتاب البیوع، باب الکسب میں حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ تعالٰی عنہ کی حدیث کو "رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کتّے کی قیمت وصول کرنے سے منع فرمایا" کے تحت فرمایا "جو کچھ انہوں نے ذکر کیا وہ ہمارے نزدیک اس پر محمول ہے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تھا جب آپ نے اسے مار دینے کا حکم دیا اور ان دنوں اس سے نفع حاصل کرنا حرام تھا پھر اس سے انتفاع کی اجازت دے دی

باربعین درھما وقضی فی کلب ماشیة بکبش ذکرہ ابن الملك[36]اھ۔ **اقول:** ظاھرہ عزوذلك الی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وقدصرح بہ فی الاسرار والنہایة وذخیرة العقبٰی[37]وغیرھا من الشروح والاسفار فقالوا ان عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنھما روی عن رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم انہ قضی فی کلب باربعین درھما ولکن ظنی ان المعروف ؏ وقفہ فلعل قضی فی الموضعین علی البناء للمفعول.قال الامام الاجل ابوجعفر فی شرح معانی الآثار نزول ھذہ الاٰیة بعد تحریم الکلاب وان ھذہ الاٰیة اعادت الجوارح المکلبین الی صیرتھا حلالا واذاصارت کذلك کانت فی سائر الاشیاء التی ھی حلال فی حل امساکھا واباحة اثمانھا	یہاں تک مروی ہے کہ ایک شخص نے شکاری کتّا ہلاک کردیا تو آپ نے (اس کے خلاف) چالیس درہم کے ساتھ فیصلہ فرمایا اور جانوروں کی حفاظت کیلئے رکھے گئے کتّے کے سلسلے میں ایک مینڈھا دینے کا فیصلہ فرمایا اسے ابن الملک نے ذکر کیا اھ (ت) **اقول:** بظاہر یہ، رسول اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی طرف منسوب ہے اور اسرار، نہایہ ذخیرۃ العقبٰی وغیرہ شروح اور بڑی بڑی کتب میں اس کی تصریح کرتے ہوئے کہا کہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما نے رسول اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے روایت کیا کہ آپ نے کُتّے کے سلسلے میں چالیس درہم کا فیصلہ فرمایا لیکن میرے خیال میں اس کا موقوف ہونا معروف ہے شاید دونوں جگہوں میں "قُضِیَ" مبنی للمفعول ہے۔امام اجل ابو جعفر طحاوی رحمہ اللہ نے شرح معانی الآثار میں فرمایا کہ اس آیت کا نزول کتّوں کو حرام قرار دینے کے بعد ہوا اور اس آیت نے سکھائے ہوئے شکاری کتوں کو دوبارہ حلت کی طرف لوٹا دیا یعنی ان کا روکا ہوا (شکار) حلال ہوگا، ان کی قیمت لینا جائز ہوگی اور ان میں سے

؏ بعد کتابتی لھذا المحل رأیت المحقق حیث اطلق ذکر الحدیث فی الفتح عن الاسرار ثم قال ھذا لایعرف الاموقوفا الخ واللہ الحمد ۱۲ منہ	اس جگہ کی کتابت کے بعد میں نے دیکھا کہ محقق علی الاطلاق نے اس حدیث کو فتح القدیر میں اسرار سے ذکر کیا ہے پھر فرمایا یہ حدیث نہیں پہچانی جاتی مگر موقوفاً الخ وللہ الحمد ۱۲منہ (ت)

[36] مرقاۃ شرح مشکوٰۃ باب الکسب وطلب الحلال مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان ۳۸/۶

[37] ذخیرۃ العقبٰی علی شرح الوقایۃ مسائل شتی من البیع، مطبع منشی نولکشور کانپور ۴۰۰/۲

وضمان متلفيها ما اتلفوا منها كغيرها اوقدوري في ذلك عمن بعد النبي صلى الله تعالٰى عليه وسلم حدثنا يونس ثنا ابن وهب قال سمعت ابن جريج يحدث عن عمرو بن شعيب عن ابيه عن جده عبدالله بن عمرو انه قضى في كلب صيد قتله رجل باربعين درهما وقضى في كلب ماشية بكبش اھ، ثم اسند عن ابن شهاب الزهري انه قال اذا قتل الكلب المعلم فانه يقوم قيمته فيغرمه الذي قتله ثم عن محمد بن يحيى بن حبان الانصاري قال كان يقال يجعل في الكلب الضاري اذاقتل اربعون درهما[38] اھ وفي عمدة القاري للعلامة البدر محمود العيني عن عثمٰن رضي الله تعالٰى عنه انه اجاز الكلب الضاري في المهر وجعل على قاتله عشرين من الابل[39] ذكره ابو عمر في التمهيد۔	جو کچھ ضائع کیا گیا، ضائع کرنے والے پر اس کی ضمان ہوگی جیسا کہ دوسرے جانوروں میں ہوتا ہے (یہ مطلب نہیں کہ خود اس کا کھانا حلال ہوگیا) اس سلسلے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بعد والوں (صحابہ کرام وتابعین) سے بھی روایات مروی ہیں۔ ہم (امام طحاوی) سے یونس نے بیان کیا وہ فرماتے ہیں ہم سے ابن وہب نے بیان کرتے ہوئے کہا کہ میں نے ابنِ جریج سے سُنا وہ عمرو بن شعیب سے وہ اپنے باپ سے اور وہ ان کے دادا (عبداللہ بن عمرو) سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شکاری کتے کو کسی نے ہلاک کردیا تو انہوں نے اس کے بدلے میں چالیس درہموں کا فیصلہ فرمایا اور جانوروں کی حفاظت کرنے والے کتے کے بارے میں ایک مینڈھے کا فیصلہ کیا اھ، پھر (امام طحاوی نے) ابن شہاب زہری کا قول نقل کیا انہوں نے فرمایا: جب معلّم کتّا ہلاک کیا جائے تو اس کی قیمت معین کرکے قاتل تاوان ادا کرے پھر محمد بن یحیٰی بن حبان کا قول نقل کیا فرماتے ہیں کہا جاتا تھا کہ جب کوئی شخص شکاری کتّے کو ہلاک کرے تو اس کے بدلے میں چالیس درھم مقرر کئے جائیں اھ علامہ بدر الدین عینی محمود کی عمدۃ القاری میں ہے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے مہر میں شکاری کتا دینا جائز قرار دیا ہے اور اس کے قاتل پر بیس۲۰ اونٹ تاوان رکھا ہے، اسے ابو عمر نے تمہید میں ذکر کیا ہے۔ (ت)

ان احادیث سے کلب کا مال متقوم ہونا ثابت اور پُرظاہر کہ نجس العین مال متقوم نہیں تو واجب کہ طاہر العین ہو

ولذاجعل التضمين في الدر مبنيا على القول	اسی لئے دُرمختار میں اس کی ضمان مقرر کرنے کیلئے

[38] شرح معانی الآثار باب ثمن الکلب ایچ ایم سعید کمپنی کراچی، ۲/۲۵۱
[39] عمدۃ القاری شرح البخاری باب ثمن الکلب ادارۃ الطباعۃ المنیریہ بیروت ۱۲/۵۹

بالطهارة حيث قال ليس الكلب بنجس العين عند الامام وعليه الفتوٰى فيباع ويوجر ويضمن [40] الخ قال الشامى هذه الفروع بعضها ذكرت احكامها فى الكتب هكذا وبعضها بالعكس والتوفيق بالتخريج على القولين كما بسطه فى البحر [41] الخ۔ **اقول:** وانتظر مانذكره فى جواز البيع وفتش تعرف۔	طہارت کے قول کو بنیاد بنایا گیا ہے۔جب انہوں نے فرمایا کہ امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک کُتّا نجسِ عین نہیں ہے۔اور اسی پر فتوٰی ہے لہٰذا اسے بیچا جاسکتا ہے اُجرت پر دیا جاسکتا ہے اور اس کی ضمان بھی (واجب) ہوگی۔الخ علّامہ شامی نے فرمایا: ان فروع میں سے بعض کے احکام، کتب میں اس طرح ذکر کیے گئے ہیں اور بعض کے بالعکس، اور ان کے درمیان مطابقت دونوں پر تخریج کی صورت میں ہوسکتی ہے جیسا کہ البحرالرائق میں اس کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔الخ **اقول:** جو کچھ ہم بیع کے جواز میں ذکر کریں گے اس کا انتظار کرو اور جستجو کروگے جان لوگے (ت)
واما الفقه: فنقول نقول كثيرة بثيرة شائع فى كتب المذهب متونا وشروحا وفتاوٰى۔	رہا فقہ کے بارے، تو ہم کہتے ہیں کتب مذہب میں چاہے وہ متون شروح ہوں یا فتاوٰی، ان میں اس مسئلہ کا بکثرت ذکر ہے۔(ت)

مختصر[۱] قدوری وہدایہ[۲] وقایہ[۳] ونقایہ[۴] ومختار[۵] وکنز[۶] ووافی[۷] واصلاح[۸] ونور الایضاح[۹] وملتقی[۱۰] وتنویر وغیرہا عامہ متون میں تصریح صریح ہے کہ:

كل اهاب دبغ فقد طهر الاجلد الخنزير والآدمى [42]۔	خنزیر اور آدمی کے چمڑے کے علاوہ جس چمڑے کو بھی دباغت دی جائے وہ پاک ہوجاتا ہے (ت)

اس کلیہ سے صرف یہی دو استثنا فرماتے ہیں استثنائے کلب کا اصلاً پتا نہیں دیتے ولہٰذا علامہ زین العلماء نے البحر الرائق[۱۱] پھر علامہ حسن شرنبلالی نے غنیہ[۱۲] ذوی الاحکام میں تبعا للمحق على الاطلاق فى الفتح فرمایا:

الذى يقتضيه عموم مافى المتون كالقدورى والمختار والكنز طهارة عينه ولم يعارضه	متون مثلاً مختصر القدوری، المختار اور کنزالدقائق کا عموم اسی بات کا مقتضی ہے کہ اس (کتّے) کا عین پاک

[40] درمختار باب المیاہ مطبوعہ مجتبائی دہلی ۱/۳۸

[41] ردالمحتار باب المیاہ مطبوعہ مجتبائی دہلی ۱/۱۳۹

[42] المختصر للقدوری کتاب الطہارۃ مطبوعہ مجیدی کانپور ص ۷

ما یوجب نجاستھا فوجب احقیۃ تصحیح عدم نجاستھا[43] الخ۔	ہے اور ایسی کوئی چیز معارض نہیں جو اس کی نجاست کو واجب کرتی ہو لہٰذا اس کی طہارت کا زیادہ حق ہونا ثابت ہوا۔ (ت)

علامہ سید ابوسعود ازہری نے فتح اللہ[۱۴] المعین میں فرمایا:

قولہ وکل اھاب مقتضی ھذہ الکلیۃ طھارۃ جلد الکلب بالدباغ بناء علی ماھو المفتی بہ من انہ لیس بنجس العین[44]۔	اس کا قول "وکل اھاب" (اور ہر چمڑا) ایک ایسا کلیہ ہے جس کے مطابق کتّے کا چمڑا بھی دباعت کے ذریعے پاک ہوجاتا ہے اس کی بنیاد وہ مفتٰی بہ قول ہے کہ یہ نجس عین نہیں ہے۔ (ت)

اسی میں حکم قیل بیان کرکے فرمایا:

وکذا الکلب ایضا علی ماعلیہ الفتوی من طھارۃ عینہ وان رجح بعضھم النجاسۃ[45]۔	کُتّے کا بھی یہی حکم ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کی طہارتِ ذاتی پر فتوٰی ہے اگرچہ ان (فقہاءِ کرام) میں سے بعض نے نجاست کو ترجیح دی ہے۔ (ت)

امام ابوالبرکات عبداللہ محمود نسفی کافی[۱۵] شرح وافی میں فرماتے ہیں:

الکلب لیس بنجس العین لانہ ینتفع بہ حراسۃ واصطیادا فکان کالفھد فیطھر بالدباغ[46]۔	کتا نجس عین نہیں کے کیونکہ حفاظت اور شکار کے لئے اس سے نفع حاصل کیا جاتا ہے لہٰذا وہ چیتے کی طرح ہے پس دباعت سے پاک ہوجائے گا۔ (ت)

اسی طرح مستخلص[۱۶] الحقائق میں ہے۔ امام[۱۷] زیلعی تبیین[۱۸] الحقائق پھر علّامہ شرنبلالی غنیہ میں فرماتے ہیں:

فی الکلب روایتان بناء علی انہ نجس العین اولا والصحیح انہ لایفسد مالم یدخل	اس بنیاد پر کہ کتّا نجس عین ہے یا نہیں اس کے بارے میں دو[۲] روایتیں ہیں صحیح یہ ہے کہ (پانی وغیرہ) خراب

[43] فتح القدیر باب ماء الذی یجوز بہ الوضوء الخ مطبوعہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/۸۳

[44] فتح اللہ المعین کتاب الطہارۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۱۷

[45] فتح اللہ المعین کتاب الطہارۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۱۷

[46] کافی شرح وافی

فاِنہ لیس بنجس العین[47]۔	نہیں کرتا جب تک منہ نہ ڈالے کیونکہ وہ نجسِ عین نہیں ہے۔(ت)

ملتقی الابحر اور اس کی شرح مجمع الانہر (۱۸) میں ہے:

(کل اھاب دبغ فقط طھرا لاجلد الادمی لکرامتہ والخنزیر لنجاسۃ عینہ) واختلف فی جلد الکلب والصحیح انہ یطھر[48]۔	(ہر چمڑا جسے دباغت دی جائے پاک ہوجاتا ہے مگر آدمی کا چمڑا اس کی عزّت اور خنزیر کا چمڑا اس کے نجس عین ہونے کی وجہ سے پاک نہیں ہوتا) کتّے کے چمڑے میں اختلاف ہے اور صحیح یہ ہے کہ وہ پاک ہوجاتا ہے۔(ت)

نقایہ اور اُس کی شرح جامع[۱۹] الرموز میں ہے:

(کل اھاب دبغ طھر الاجلد الخنزیر والادمی) فی الاکتفاء رمزالی ان الکلب یطھر بہ خلافا للصاحبین ففی کونہ نجس العین خلاف کمافی الزاھدی والاول الصحیح کمافی التحفۃ[49]۔	(جس چمڑے کو دباغت دی جائے پاک ہوجاتا ہے سوائے خنزیر اور آدمی کے چمڑے کے) (ان دونوں پر) اکتفاء کرنے میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ دباغت سے کتّے کا چمڑا پاک ہوجاتا ہے اس میں صاحبین کا اختلاف ہے جیسا کہ زاہدی میں ہے۔پہلا قول صحیح ہے جیسا کہ تحفہ میں ہے۔(ت)

نور الایضاح اور اس کی شرح مراقی الفلاح میں ہے:

تنزح (بوقوع خنزیر ولوخرج حیاولم یصب فمہ الماء) لنجاسۃ عینہ (و) تنزح (بموت کلب) قید بموتہ فیھالانہ غیر نجس العین علی الصحیح[50]۔	خنزیر کے گرنے سے سارا پانی نکالا جائے اگرچہ زندہ نکلے اور اس کا منہ پانی تک نہ پہنچا ہو کیونکہ وہ نجس عین ہے،اور کتّے کے مرنے سے تمام پانی نکالا جائے،اس کے ساتھ موت کی قید اس لئے لگائی ہے کہ صحیح قول کے مطابق یہ نجس عین نہیں ہے۔(ت)

علامہ احمد مصری اس کے حاشیہ (۲۰) میں فرماتے ہیں:

[47] غنیہ ذوی الاحکام برحاشیہ الدرر الحکام مطبعۃ احمد کامل امکائنہ فی دار السعادۃ ۱/ ۲۷

[48] مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر فصل فی ابحاث الماء داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۳۲

[49] جامع الرموز کتاب الطہارۃ المکتبۃ الاسلامیہ گنبد قاموس ایران ۱/ ۵۴

[50] مراقی الفلاح علی حاشیۃ الطحاوی فصل فی مسائل الاٰبار نور محمد کارخانہ کراچی ص ۲۱

هو قول الامام رضی الله تعالیٰ عنه وعندهما نجس العین کالخنزیر والفتوٰی علی قول الامام وان رجح قولهما کما فی الدر عن ابن الشحنة [51]۔	امام اعظم رحمہ اللہ کا یہی قول ہے جبکہ صاحبین کے نزدیک یہ خنزیر کی طرح نجس عین ہے، فتوٰی امام اعظم رحمہ اللہ کے قول پر ہے اگرچہ صاحبین کے قول کو ترجیح دی گئی ہے جیسا کہ درمختار میں ابن الشحنہ سے منقول ہے۔(ت)

علّامہ محقق محمد محمد محمد ابن امیر الحاج حلیہ [۲۱] میں فرماتے ہیں:

کون الکلب لیس بنجس العین هو المرجح۔	کتّے کے نجس عین نہ ہونے کو ترجیح حاصل ہے۔(ت)

اُسی میں ہے:

قد سلف مرارا انه القول الراجح [52]۔	بارہا گزر چکا ہے کہ اسی قول کو ترجیح ہے۔(ت)

یہی قول امام صدر [۲۲] شہید کا مختار ہے،

کما فی الطحطاوی علی الدر وفی الحلیة عن الذخیرة عن شرح الطحاوی ان الکلب لیس بنجس العین وهو اختیار الصدر الشهید [53]۔	جیسا کہ درمختار کی شرح طحطاوی میں اور حلیہ میں ذخیرہ کے حوالے سے شرح طحاوی سے منقول ہے کہ کُتّا نجسِ عین نہیں ہے صدر الشہید کا مختار قول بھی یہی ہے۔(ت)

اُسی میں تحفہ [۲۳] الفقہاء امام علاء الدین سمرقندی ومحیط [۲۴] امام رضی الدین وبدائع امام [۲۵] العلماء ابوبکر مسعود کاشانی رحمہم اللہ تعالیٰ سے ہے:

الصحیح انه لیس بنجس العین [54]۔	صحیح بات یہ ہے کہ یہ نجس عین نہیں ہے۔(ت)

اسی میں ہے:

وفی موضع آخر من البدائع وهذا اقرب القولین الی الصواب انتهی ومشی علیه غیر واحد من المشایخ [55]۔	بدائع میں دوسرے مقام پر ہے کہ یہ قول صحت کے زیادہ قریب ہے اھ اکثر مشائخ نے یہی راہ اختیار کی ہے۔(ت)

[51] حاشیۃ الطحطاوی علی المراقی فصل فی مسائل الآبار نور محمد کارخانہ کراچی ص ۲۱
[52] حلیہ ابن امیر الحاج
[53] حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار باب المیاہ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۱/۱۱۴
[54] بدائع الصنائع فصل فی طہارۃ الحقیقیۃ مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۶۳
[55] بدائع الصنائع فصل اما بیان المقدار الذی الخ مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۷۴

علامہ ابراہیم حلبی غنیہ[۲۶] شرح منیہ میں فرماتے ہیں:

الذی تقتضیه الدرایة عدم نجاسة عینه لماقال صاحب الهدایة ولعدم الدلیل علی نجاسة العین والاصل عدمها والدلیل الدال علی نجاسة سؤره لایقتضی نجاسة عینه[56]۔	درایت کا تقاضہ یہ ہے کہ اس کا عین ناپاک نہیں جیسا کہ صاحب ہدایہ نے فرمایا نیز اس کے نجس ہونے پر کوئی دلیل نہیں اور اصل چیز عدم ہے اور وہ دلیل جو اس کے جھُوٹے کے ناپاک ہونے پر دلالت کرتی ہے وہ اس کے نجس ہونے کی مقتضی نہیں ہے۔(ت)

صغیری[۲۷] میں فرمایا:

جروالکلب اذاجلس علیه بنفسه فعلی الروایة الصحیحة ینبغی ان تجوز صلاته لانه غیر حاصل للنجاسة[57] اھ ملخصا۔	اگر اس (نمازی) پر کتے کا بچہ خود بخود بیٹھ جائے تو صحیح روایت کے مطابق مناسب ہے کہ اس کی نماز جائز ہو کیونکہ وہ نجاست اٹھائے ہوئے نہیں ہے اھ ملخصا (ت)

علامہ شرنبلالی تیسیر[۲۸] المقاصد شرح نظم الفرائد میں فرماتے ہیں:

الکلب لیس نجس العین فی الاصح[58]۔	اصح قول کے مطابق کتا نجسِ عین نہیں ہے۔(ت)

حاشیہ طحطاویہ علی الدر میں ہے:

علی القول بان الکلب لیس بنجس العین لا ینجسه اذالم یصل فمه الماء وهو الاصح[59]۔	اس قول کی بنیاد پر کہ کتا نجسِ عین نہیں ہے وہ پانی (وغیرہ) کو ناپاک نہیں کرے گا جب تک اس کا منہ پانی تک نہ پہنچے، یہی زیادہ صحیح ہے۔(ت)

اُسی میں کتاب التجنیس[۳۰] والمزید للامام برہان الدین الفرغانی سے ہے: **انه الاصح**[60] (یہی زیادہ صحیح ہے۔ت) بزازیہ[۳۱] میں اسی سے یوں ہے: **هو الصحیح**[61] (وہی صحیح ہے۔ت) نیز وجیز میں جامع صغیر[۳۲]

---

[56] غنیۃ المستملی فصل فے البئر مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ص۱۵۹

[57] صغیری شرح منیۃ المصلی فصل فی الآسار مطبوعہ مجتبائی دہلی ص۱۰۷

[58] تیسر المقاصد شرح نظم الفرائد

[59] حاشیۃ الطحطاوی علی الدر باب المیاہ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۱/۱۱۷

[60] حاشیۃ الطحطاوی علی الدر باب المیاہ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۱/۱۱۴

[61] فتاوٰی بزازیۃ علٰی حاشیۃ فتاوٰی ہندیۃ السادس فی ازالۃ الحقیقیۃ، نورانی کتب خانہ پشاور ۴/۲۱

سے ہے:

جلدہ یطھر بالدباغ عندنا[62]۔	ہمارے نزدیک اس کا (کتے کا) چمڑا دباغت سے پاک ہوجاتا ہے۔(ت)

اُسی میں نصاب[۳۳] سے ہے:

ان کان الجرو مشدود الفم تجوز اھ یعنی صلاۃ حاملہ[63]۔	اگر کتے کے بچے کا منہ باندھا ہوا ہو تو (نماز) جائز ہے اھ یعنی اُسے اٹھانے والے کی نماز جائز ہے۔(ت)

مجموعہ علامہ[۳۴] انقروی میں ہے: سنہ لیس بنجس[64] (اس کا دانت ناپاک نہیں ہے۔ت)

اسی میں بحوالہ قنیہ[۳۵] امام اجل ابو نصر دبوسی[۳۶] سے ہے:

طین الشارع ومواطئ الکلاب فیہ طاھر الا اذارأی عین النجاسۃ قال وھو الصحیح من حیث الروایۃ وقریب المنصوص عن اصحابنا[65]۔	راستے کا کیچڑ اور اس میں کتوں کی گزرگاہ پاک ہے مگر جب اس میں عینِ نجاست دیکھے۔ فرمایا روایت کے اعتبار سے یہی صحیح ہے اور ہمارے اصحاب کی تصریح کے قریب ہے۔(ت)

اسی طرح طریقہ محمدیہ[۳۷] میں مجمع الفتاوٰی[۳۸] سے ہے۔ خلاصہ[۳۹] میں ہے:

لوصلی وفی عنقہ قلادۃ فیھا من کلب اوذئب تجوز صلاتہ[66]۔	اگر کسی آدمی نے نماز پڑھی اور اس کی گردن میں ایک ہار تھا جس میں کتّے یا بھیڑیئے سے کوئی چیز تھی (مثلًا بال وغیرہ) تو اس کی نماز جائز ہے (ت)

اسی طرح اس مذہب مہذب کی تصحیح وترجیح اور اس پر جزم واعتماد بناو تفریع شراح ہدایہ مثل

[62] فتاوٰی بزازیۃ علٰی حاشیۃ فتاوٰی ہندیۃ السادس فی ازالۃ الحقیقیۃ، نورانی کتب خانہ پشاور ۴/۲۱
[63] فتاوٰی بزازیۃ علٰی حاشیۃ فتاوٰی ہندیۃ السابع فی النجس نورانی کتب خانہ پشاور ۴/۲۱
[64] فتاوٰی انقرویہ، کتاب الطہارۃ دار الاشاعۃ العربیۃ قندھار افغانستان ۱/۴
[65] فتاوٰی انقرویہ کتاب الطہارۃ دار الاشاعۃ العربیۃ قندھار افغانستان ۱/۴
[66] خلاصۃ الفتاوی، الفصل السابع، مطبوعہ نولکشور لکھنؤ، ۱/۴۴

علامہ[40] قوام الدین کاکی وعلامہ[41] سغناقی صاحبِ نہایہ وغیرہما وعقد الفوائد شرح نظم الفرائد[42] للعلامۃ ابن الشحنۃ وامام اسیجابی شارح مختصر طحاوی[43] وذخیرۃ[44] وتوشیح شرح الہدایہ[45] للعلامۃ السراج الہندی وتجرید[46] وعمدۃ المفتی[47] وغیرہا سے ثابت۔ بحر الرائق میں ہے:

صحح فی الهداية طهارة عينه وتبعه شارحوها كالاتقانی والكاكی والسغناق[67]۔	ہدایہ میں اس کی ذاتی طہارت کو صحیح قرار دیا گیا ہے اور اس کے شارحین جیسے اتقانی، کاکی اور سغناقی نے بھی اسی کی پیروی کی ہے۔ (ت)

اُسی میں ہے:

وقدصرح فی عقد الفوائد شرح منظومة ابن وهبان بأن الفتوى على طهارة عينه[68]۔	ابن وہبان کی منظوم شرح عقد الفرائد میں تصریح کی گئی ہے کہ فتوی اس کی ذاتی طہارت پر ہے۔ (ت)

اُسی میں ہے:

قال القاضی الاسبيجابی واما الكلب يحتمل الذكاة والدباغة فی ظاهر الرواية خلافا لماروى والحسن[69]۔	قاضی اسبیجابی نے کہا ظاہر روایت کے مطابق کتا ذبح اور دباغت کا احتمال رکھتا ہے یہ حسن کی روایت کے خلاف ہے (ت)

اُسی میں ہے:

ذكر فی السراج الوهاج معزيا الى الذخيرة اسنان الكلب طاهرة واسنان الأدمی نجسة لان الكلب يقع عليه الذكاة بخلاف الخنزير والأدمی اه ولايخفى ان هذاكله على القول بطهارة عينه لانه علله بكونه يطهر بالذكاة[70]۔	السراج الوہاج میں، ذخیرہ کے حوالے سے ذکر کیا گیا کہ کتّے کے دانت پاک ہیں اور آدمی کے دانت ناپاک ہیں کیونکہ کتّے کو ذبح کیا جاسکتا ہے نہ کہ خنزیر اور آدمی کو اھ مخفی نہیں کہ یہ تمام باتیں اس کی ذاتی طہارت کے قول کی بنیاد پر ہیں کیوں کہ انہوں نے اس کی علّت یہ بیان کی ہے کہ وہ ذبح کے ساتھ پاک ہو جاتا ہے۔ (ت)

[67] البحر الرائق، کتاب الطہارۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۱۰۱

[68] البحر الرائق کتاب الطہارۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۱۰۱

[69] البحر الرائق کتاب الطہارۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۱۰۲

[70] البحر الرائق کتاب الطہارۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۱۰۳

اُسی میں ہے:

ذکر السراج الهندی فی شرح الهداية معزياً الی التجريد ان الكلب لواتلفه انسان ضمنه ويجوزبيعه وتمليكه وفی عمدة المفتی لواستأجر الكلب يجوز [71]۔	السراج الہندی نے ہدایہ کی شرح میں تجرید کی طرف منسوب کرتے ہوئے ذکر کیاکہ اگر کوئی شخص کسی کتے کو مارے دے تو ضامن ہوگا اور اس کا بیچنا اور اس کا مالک بنانا جائز ہے۔ عمدۃ المفتی میں ہے کتّا اُجرت پر لینا جائز ہے۔(ت)

اس کے حاشیہ منحۃ[۴۸] الخالق میں نہر الفائق سے ہے:

اقول بطهارة عينه هو الاصح [72] اھ ملخصاً۔	اس کے طاہر عین ہونے کا قول ہی زیادہ صحیح ہے اھ۔ تلخیص، مرقاۃ[۴۹] میں زیرحدیث اذادبغ الاهاب فقدطهر (جب چمڑے کو دباعت دی جائے تو وہ پاک ہوجاتا۔ت)

علامہ ابن (۵۰) ملک سے نقل فرمایا:

هذا بعمومه حجة علی الشافعی فی قوله جلد الكلب لايطهر بالدباغ واستثنی من عمومه الاٰدمی تكريماله والخنزير لنجاسة عينه [73]۔	یہ (حدیث) اپنے عموم کے ساتھ امام شافعی رحمہ اللہ کے اس قول میں کہ کتّے کا چمڑا دباعت سے پاک نہیں ہوتا ان کے خلاف حجت ہے اس کے عموم کی وجہ سے آدمی کو اس کی عزّت واحترام کے پیشِ نظر اور خنزیر کو اس کے نجس عین ہونے کی وجہ سے مستثنٰی کیا گیا ہے۔(ت)

یہ پچاس[۵۰] ہیں ان میں اگرچہ ضمناً ہدایہ ودُرمختار واتقانی ومراقی ونہر کا بھی ذکر آیا مگر یہ کلام زید میں معدود ہوچکی تھیں لہذا انہیں شمار نہ کیا۔

وانمالم نعد السراج الوهاج لانه وان نقل عن الذخيرة مامرلكنه ذكر ان جلد الكلب نجس وشعره طاهر هوالمختار [74] اھ وهذا قول ثالث ذكره الولوالجی وغيره واعتمده الفقيه	ہم سراج وہاج کو شمار نہیں کرتے کیونکہ اگرچہ اس نے ذخیرہ سے نقل کیا جیسا کہ گزر گیا لیکن اس نے ذکر کیا کہ کتے کا چمڑا ناپاک اور اس کے بال پاک ہیں۔ یہی مختار ہے اھ۔ یہ تیسرا قول ہے جسے ولوالجی وغیرہ نے ذکر کیا اور

---

[71] البحرالرائق کتاب الطہارۃ مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۱۰۳

[72] منحۃ الخالق علی البحر، کتاب الطہارۃ، مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی، ۱/۱۰۲

[73] مرقاۃ شرح مشکوٰۃ فصل اول من باب تطہیر النجاسات مکتبہ امدادیہ ملتان ۲/۷۰

[74] البحرالرائق کتاب الطہارۃ مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی، ۱/۱۰۲

ابو اللیث فی فتاواہ وحکاہ فی العیون عن ابی یوسف رحمہ اللہ تعالٰی ان الکلب اذادخل الماء فانتفض فاصاب ثوبا افسدہ ولواصابہ مطرلالان فی الاول اصاب الماء جلدہ وجلدہ نجس وفی الثانی شعرہ وشعرہ طاھر [75]۔لیس فیہ ان القائلین بنجاسۃ العین متفقون علی طھارۃ الشعر کماظنہ البحر حیث قال بعد ذکرطھرہ لایخفی ان ھذا علی القول بنجاسۃ عینہ ویستفادمنہ ان الشعر طاھر علی القول بنجاسۃ عینہ لماذکر فی السراج الوھاج [76]الخ۔ثم قال بعد کلام طویل علم ماقررناہ انہ لایدخل فی قول من قال بنجاسۃ عین الخنزیر [77] الخ وتبعہ الشرنبلالی ثم الدر ثم ابوالسعود وھذا نظم الدر لاخلاف فی نجاسۃ لحمہ وطھارۃ شعرہ [78] اھقال السید العلامۃ فی ردالمحتار یفھم من عبارۃ السراج ان القائلین بنجاسۃ عینہ اختلفوا فی طھارۃ شعرہ والمختار الطھارۃ وعلیہ یبتنی ذکر الاتفاق لکن ھذا مشکل لان

فقیہ ابواللیث نے اپنے فتاوٰی میں اس پر اعتماد کیا اور عیون میں امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے نقل کیا کہ کتا جب پانی میں داخل ہو کر اپنے آپ کو جھاڑے اور اس سے کپڑے پر چھینٹے پڑ جائیں تو کپڑے کو ناپاک کردے گا اور اگر اسے بارش پہنچے تو کپڑا خراب نہیں ہوگا، کیونکہ پہلی صورت میں پانی اس کے چمڑے کو پہنچا اور اس کا چمڑا ناپاک ہے جبکہ دوسری صورت میں پانی اس کے بالوں کو پہنچا اور اس کے بال پاک ہیں۔

اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ اس کے نجس عین ہونے کا قول کرنے والے بالوں کی طہارت پر متفق ہیں جیسا کہ صاحبِ بحرالرائق نے گمان کیا جب اس کی طہارت کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا مخفی نہ رہے کہ یہ بات، اس کے نجس عین ہونے کے قول پر مبنی ہے اور اس سے مستفاد ہے کہ نجاست ذاتی کا قول کرنے کی صورت میں بھی بال پاک ہیں، جیسا کہ سراج وہاج میں ذکر کیا گیا الخ۔ پھر طویل کلام کے بعد فرمایا اس چیز سے جس کو ہم نے ثابت کیا، معلوم ہوا کہ جو شخص سؤّر کے نجس عین ہونے کا قائل ہے اس کے قول میں بال داخل نہیں۔بخلاف ان کے اس قول کے کہ خنزیر نجسِ عین ہے (یعنی اس کے بال بھی ناپاک ہیں الخ شرنبلالی پھر دُرمختار اور ابوالسعود نے اس کی اتباع کی

---

[75] درر شرح غرر قبیل فصل بئر مطبعۃ احمد کامل الکائنۃ فی دار سعادۃ ۱/۲۴
[76] البحرالرائق کتاب الطہارۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۱۰۲
[77] البحرالرائق کتاب الطہارۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۱۰۳
[78] درمختار باب المیاہ مطبوعہ مجتبائی دہلی ۱/۳۸

نجاسة عینه تقتضی نجاسة جمیع اجزائه ولعل ما فی السراج محمول علی ما اذا کان میتا لکن ینافیه ما مر عن الولوالجیة نعم قال فی المنح وفی ظاهر الروایة اطلق ولم یفعل ای انه لوانتفض من الماء فاصاب ثوب انسان افسده سواء کان البلل وصل الی جلده اولا وهذا یقتضی نجاسة شعره فتأمل[79] اھ

درمختار کی عبارت یہ ہے کہ "اس کے گوشت کے ناپاک اور بالوں کے پاک ہونے میں کوئی اختلاف نہیں" اھ
سید علامہ (ابن عابدین) نے ردالمحتار میں فرمایا سراج کی عبارت سے معلوم ہوا ہے کہ اس کی ذاتی نجاست کے قائلین کا اس کے بالوں کی طہارت میں اختلاف ہے اور مختار، طہارت ہے اور اسی پر ذکر اتفاق کی بنیاد ہے۔ لیکن یہ مشکل ہے کیونکہ اس کا نجس عین ہونا تمام اجزاء کی نجاست کا تقاضا کرتا ہے اور شاید جو کچھ سراج میں ہے وہ اس کے مُردہ ہونے کی صورت پر محمول ہو لیکن جو کچھ ولوالجیہ سے گزرا ہے وہ اس کے منافی ہے ہاں المنح میں فرمایا "اور ظاہر روایت میں مطلقاً ہے تفصیل سے بیان نہیں کیا یعنی اگر وہ پانی سے نکل کر اپنے آپ کو جھاڑے اور پانی انسان کے کپڑے کو لگ جائے تو اسے ناپاک کردے گا برابر ہے رطوبت اس کے چمڑے تک پہنچے یا نہ، اور یہ بات اس کے بالوں کی نجاست کا تقاضا کرتی ہے پس غور کرو اھ۔ (ت)

اقول: فیه بحث من وجوه۔

اقول: اس میں کئی وجوہ سے بحث ہے:

الاول: ضمیر هو المختار فی عبارة السراج کما یحتمل رجوعه الی کل من نجاسة الجلد وطهارة الشعر کذلك الی الکل اعنی المجموع من حیث هومجموع فیکون المعنی ان قول القائل بان جلده نجس وشعره طاهر هو المختار دون قول من یقول بطهارة الجمیع وح یکون التصحیح ناظرا الی هذا القول الثالث ولایفهم خلافا بین قائلی النجاسة

اول: سراج کی عبارت میں "هوالمختار" کی "هو" ضمیر جیسے "نجاسة الجلد" اور "طهارة الشعر" میں سے ہر ایک کی طرف رجوع کا احتمال رکھتی ہے اسی طرح وہ کل یعنی مجموعے کی طرف اس حیثیت سے کہ وہ دونوں کا مجموعہ ہے لَوٹنے کا احتمال بھی رکھتی ہے۔ پس معنٰی یہ ہوگا کہ قائل کا قول "اس کا چمڑا ناپاک اور بال پاک ہیں" یہی مختار ہے نہ اس کا قول جو دونوں کی طہارت کا قائل ہے اور اس وقت تصحیح اس تیسرے قول کی طرف

[79] ردالمحتار باب المیاہ مطبوعہ مجتبائی دہلی ۱/۳۹

فی طھارۃ الشعر۔

الثانی: ظاھر کلامی البحر والدر لا یدخل ولاخلاف لکونھما نکرۃ او فی معناھا داخلین تحت النفی ناطق بنفی الخلاف اصلا وآب عن البناء علی روایۃ دون اخری ولاحاجۃ الیہ علی ما قررنا عبارۃ السراج کما تری۔

الثالث: لاغرو فی حمل الکلب علی المیت الغیر المذکی والجلد علی غیر المدبوغ فلربما تترك امثال القیود اعتمادا علی معرفتھا فی مواضعھا ولذا لما قال فی المنیۃ وفی البقال قطعۃ جلد کلب التزق بجراحۃ فی الرأس یعید ماصلی بہ[80] اھ

فسرہ العلامۃ الشارح ابرھیم الحلبی ھکذا جلد کلب ای غیر مدبوغ ولامذکی یعید ما صلی بہ ای بذلك الجلد اذاکان اکثر من قدر الدرھم وحدہ اوبانضمام نجاسۃ اخری وھذا ظاھر[81] اھ۔وح لاملمح لکلام السراج الی قول نجاسۃ العین کما افاد

متوجہ ہوگی اور نجاست (کتے کے نجس عین ہونے) کے قائلین کے درمیان بالوں کی طہارت میں اختلاف نہیں سمجھا جائے گا۔

دوم: البحرالرائق اور درمختار کا ظاہر کلام "لایدخل" اور "لا خلاف" نکرہ یا اس کے حکم میں ہیں جو نفی کے تحت داخل ہو کر اختلاف کی بالکل نفی کرتا ہے اور اس بات سے انکار کرتا ہے کہ یہ ایک روایت پر مبنی ہو دوسرے پر نہ ہو اور اس کی حاجت بھی نہیں جیسا کہ ہم نے سراج کی عبارت سے ثابت کیا جس طرح تم دیکھ رہے ہو۔

سوم: کتّے سے مراد غیر مذبوح اور چمڑے سے بغیر دباغت چمڑا مراد لینا تعجب خیز بات نہیں کیونکہ بعض اوقات امثال قیود کو ان کے مقام میں حصول معرفت پر اعتماد کرتے ہوئے چھوڑ دیا جاتا ہے اسی لئے جب منیہ نے کہا کہ بقالی میں ہے کتّے کے چمڑے کا ٹکڑا سر میں زخم کے ساتھ چمٹ گیا تو پڑھی گئی نماز لوٹائے اھ۔

علامہ شارح ابراہیم حلبی نے اس کی وضاحت یوں کی کہ اسی طرح کہ کتّے کا چمڑا یعنی جسے دباغت نہ دی گئی ہو اور نہ اس (کتّے) کو ذبح کیا گیا اس چمڑے کے ساتھ جو نماز پڑھی ہے اسے لوٹائے جبکہ وہ تنہا (چمڑا) ایک درہم سے زائد ہو یا اس کے ساتھ دوسری نجاست ملی ہوئی ہو اور یہ ظاہر ہے اھ۔اس وقت سراج کے کلام میں نجاست عین

---

[80] منیۃ المصلی فصل الآسار مکتبہ قادریہ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور ص۱۵۸

[81] غنیۃ المستملی فصل فی الآسار مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور، ص۱۹۱

هو رحمه الله تعالٰی ولایعکر علیه بمنافاته لما ذکر الولوالجی کما لا یخفی فانه وان نافاه فقد وافق لاصح الارجح ولیس السراج ههنا فی بیان کلام الولوالجی حتی یجب التوافق بینهما۔

الرابع: هب ان نجاسة العین تقتضی نجاسة جمیع الاجزاء لکن لقائل ان یقول لا بدع فی استشناء الشعر الا تری ان الخنزیر نجس العین باتفاق مذهب اصحابنا الثلثة رضی الله تعالٰی عنهم ومع ذلك محمد یقول بطهارة شعره ففی الخلاصة من الفصل السابع من کتاب الطهارة شعر الخنزیر اذا وقع فی البئر علی الخلاف عند محمد لاینجس لان حل الانتفاع یدل علی طهارته وعند ابی یوسف ینجس لانه نجس العین ویجوز الخرز به للضرورة اھ۔[82]

وفی الغرر لمولی خسرو شعر المیتة طاهر وکذا شعر الخنزیر عند محمد قال فی الدرر لضرورة استعماله فلا ینجس الماء بوقوعه فیه وعند ابی یوسف نجس فینجس الماء[83] اھ۔

کے قول کی طرف اشارہ نہیں ہوگا جیسا کہ انہوں (صاحب بحر) نے بتایا اور نہ ہی ان پر یہ الزام ہوگا کہ یہ ولوالجی کے کلام کے منافی ہے جیسا کہ مخفی نہیں کیونکہ وہ اگر اس کے منافی ہو تب بھی یہ اس کے موافق ہے جسے ترجیح دے کر اصح قرار دیا گیا ہے اور سراج یہاں ولوالجی کے کلام کے درپے نہیں کہ ان دونوں کے درمیان موافقت واجب ہو۔

چہارم: عین نجاست کا تمام اجزاء کی نجاست کا مقتضٰی ہونا مسلم ہے لیکن قائل کہہ سکتا ہے کہ بالوں کا استثناء کوئی نئی بات نہیں، کیا تم نہیں دیکھتے کہ ہمارے تینوں اصحاب (احناف) رضی اللہ عنہم خنزیر کے نجس عین ہونے پر متفق ہیں لیکن اس کے باوجود امام محمد رحمہ اللہ اس کے بالوں کی طہارت کے قائل ہیں، خلاصہ میں طہارت کی ساتویں فصل میں ہے کہ خنزیر کے بال کنویں میں گر جائیں تو اس میں اختلاف ہے امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک پانی ناپاک نہیں ہوگا کیونکہ انتفاع کا جائز ہونا اس کی طہارت پر دلالت کرتا ہے امام ابویوسف رحمہ اللہ کے نزدیک ناپاک ہوجائے گا کیونکہ وہ نجس عین ہے اور اس کے ساتھ سلائی کرنا ضرورت کے تحت جائز ہے اھ۔ مولٰی خسرو کی غرر میں ہے کہ مردار کے بال پاک ہیں۔ اسی طرح امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک خنزیر کے بال بھی پاک ہیں الدرر میں "ضرورتِ استعمال کے لئے" فرمایا پس اس کے

---

[82] خلاصۃ الفتاوٰی فصل سابع من کتاب الطہارۃ مطبوعہ نولکشور لکھنؤ ۱/۴۴

[83] درر شرح غرر، قبیل فصل بئر، مطبعۃ احمد کامل الکائنۃ فی دار سعادۃ، ۱/۲۴

اقول:حاصل التعلیل ان الضرورۃ اوجبت اباحۃ استعمالہ ثم اذا ثبت الاباحۃ ثبت الطھارۃ لان الشیئ اذا ثبت ثبت بلوازمہ وجواب ابی یوسف رحمہ اللہ تعالٰی ان ما ثبت بضرورۃ تقدر بقدرھا وانت تعلم انہ بین البرھان فلا جرم ان صححہ فی البدائع ورجحہ فی الاختیار وجعلہ فی الدر ھو المذھب وبما قررنا کلام الدر بان الجواب عما اوردعلیہ السید العلامۃ ابوالسعود الازھری فی حاشیۃ الکنز حیث زعم ان محمدا اباح الانتفاء بہ مطلقاً ولومن دون ضرورۃ وجعلہ مقتضی قول النھر طھرہ محمد وعلیہ ابتنی رد قول من قال انہ فی زماننا استغنی عنہ فینبغی ان لا یجوز استعمالہ عند الکل لانعدام الضرورۃ قائلا فیہ نظر لان محمدا لم یقصر جواز استعمالہ علی الضرورۃ ورد علی الدر تعلیلہ بالضرورۃ بان لوکان کذلك لقال ان الماء القلیل ینجس بوقوعہ فیہ لعدم الضرورۃ ولیس کذلك ولان صریح قولہ فی النھر واثر الخلاف یظھر فیما لوصلی ومعہ من شعر الخنزیر ما یزید علی الدرھم او وقع فی الماء القلیل یاباہ وبماقررناہ	گرنے سے پانی ناپاک نہیں ہوگا۔امام ابویوسف رحمہ اللہ کے نزدیک وہ نجس ہے پس پانی بھی ناپاک ہوجائیگا۔اھ (ت) **اقول**:اس علت کا ماحصل یہ ہے کہ ضرورت نے اس کے استعمال کی اباحت ثابت کردی پھر جب اباحت ثابت ہوگئی تو طہارت بھی ثابت ہوگئی تو طہارت بھی ثابت ہوگئی کیوں کہ جو چیز بھی ثابت ہوتی ہے وہ اپنے تمام لوازم کے ساتھ ثابت ہوتی ہے۔امام ابویوسف رحمہ اللہ کا جواب یہ ہے کہ جو چیز ضرورت کے تحت ثابت ہوتی ہے اس کا اندازہ ضرورت کے حساب سے لگایا جاتا ہے اور تم جانتے ہو کہ اس کی دلیل واضح ہے لہٰذا بدائع میں اسے صحیح قرار دیا،الاختیار میں اسے ترجیح دی اور درمختار میں اسی کو مذہب قرار دیا اور جس طرح ہم نے درمختار کا کلام بیان کیا اس سے اس اعتراض کا جواب واضح ہوگیا جو ان پر سید علامہ ابوالسعود الازہری نے حاشیہ کنز میں نقل کیا جب یہ خیال کیا کہ امام محمد رحمہ اللہ نے اس سے مطلق انتفاع جائز قرار دیا ہے اگرچہ بغیر ضرورت ہو اور نہر الفائق کے قول (امام محمد نے اسے پاک قرار دیا) کو ابوالسعود الازہری نے اسی کا مقتضی قرار دیا اور اسی پر ان کے قول کے رَد کی بنا ہے جو کہتے ہیں کہ ہمارے زمانے میں اس کی ضرورت نہیں لہٰذا چاہیے کہ سب کے نزدیک اس کا استعمال جائز نہ ہو کیونکہ ضرورت ہی نہیں رہتی ابوالسعود نے "فیہ نظر" کہہ کر اس پر اعتراض کیا کیونکہ امام محمد رحمہ اللہ

يظهر مافی الدر من المنافاة حيث علل طهارته عند محمد بضرورة الاستعمال ثم فرع عليه ان الماء لاينجس بوقوعه فيه[84] اھ۔	نے اس کے استعمال کا جواز ضرورت پر منحصر نہیں کیا اور الدرر نے جو ضرورت کو اس کی تعلیل قرار دیا ہے ابوالسعود نے اس کو بھی رد کردیا کہ اگر ایسا ہوتا تو وہ کہتے اس کے گرنے سے تھوڑا پانی ناپاک ہوجاتا ہے کیونکہ ضرورت معدوم ہے حالانکہ ایسا نہیں نیز نہر میں ان کا صریح قول کہ اختلاف کا اثر اس صورت میں ہی ظاہر ہوگا جب وہ نماز پڑھے اور اس کے پاس ایک درہم سے زیادہ خنزیر کے بال ہوں یا وہ تھوڑے پانی میں گریں اس طرح کی تعلیل کا انکار کرتا ہے اور جو کچھ ہم نے ثابت کیا وہ الدرر میں پائی جانے والی منافات کو ظاہر کرتا ہے جب انہوں نے امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک ضرورتِ استعمال کو اس کی طہارت قرار دیا پھر اس پر تفریعًا کہا کہ اس کے گرنے سے پانی ناپاک نہیں ہوتا اھ (ت)
اقول: ولعلك اذا تأملت فيما القينا عليك علمت ان هذا كله فی غير محله وحاشا محمدا ان يبيح الانتفاع به بلاضرورة مع قول الله تعالٰی فانه رجس وانما الامر مابينا انه اباح للضرورة ومن ضرورة الاباحة سقوط النجاسة واذا سقطت جازت الصلاة ولم يفسد الماء فمحمد اعتبر زمان الضرورة ولم يعتبر خصوص محلها وابويوسف اعتبر الامرين جميعا وهو الصحيح لاجرم نص فی البرهان شرح مواهب الرحمٰن ان رخص محمد الانتفاع بشعره لثبوت الضرورة عنده فی ذلك ومنعاه لعدم تحققها لقيام غيره مقامه[85] اھ	**اقول:** شاید جب تو اس پر غور کرے جو ہم نے تمہارے سامنے پیش کیا تو جان لے کہ یہ سب کچھ اپنے محل پر نہیں ہے ہرگز ایسا نہیں ہوسکتا کہ امام محمد رحمہ اللہ بلاضرورت اس سے انتفاع جائز قرار دیں حالانکہ اللہ تعالٰی کا ارشاد ہے "پس بیشک یہ ناپاک ہے" بات وہی ہے جو ہم نے بیان کی کہ آپ نے ضرورت کے تحت جائز قرار دیا اور اباحت سے نجاست کا ساقط ہوجانا لازم ہے جب نجاست ساقط ہوگئی تو نماز جائز ہوگی اور پانی خراب نہ ہوا، پس امام محمد رحمہ اللہ نے وقتِ ضرورت کا اعتبار کیا ہے محلِ مخصوص کا نہیں کیا، اور امام ابویوسف رحمہ اللہ نے دونوں باتوں کے مجموعہ کا اعتبار کیا ہے، اور یہی صحیح ہے۔ یقینا برہان شرح

[84] فتح المعین، کتاب الطہارۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی، ۷۳/۱

[85] حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح فصل یطہر جلد المیتۃ کارخانہ تجارت کراچی ص۹۰

نقلہ ط فی حاشیۃ المراقی وقال فی الغنیۃ شعر الخنزیر لما ابیح الانتفاع بہ للخرز ضرورۃ قال محمد انہ لو وقع فی الماء لاینجسہ[86] اھ۔

وقال العلامۃ عبدالعلی البرجندی فی شرح النقایۃ اطلاق الشعر یدل علی ان شعر الخنزیر ایضا طاھر لایفسد الماء ولایضر حملہ فی الصلاۃ وھوقول محمد وذلک لضرورۃ حاجۃ الناس الی استعمالہ فی الخرز وعند ابی یوسف نجس لان الخنزیر نجس العین کذا فی الحصر واما عظم الخنزیر فنجس اتفاقا لانہ لاضرورۃ فی استعمالہ کمافی الشعر[87] اھ۔

فانظر کیف نصوا جمیعا ان تطھیر محمد مبتن علی الضرورۃ فظھر سقوط کل ماذکر ھذا السید العلامۃ رحمہ اللہ تعالٰی واستبان ان لاحجۃ لہ فی قول النھر ولامنافاۃ بین قولی الدرر وان عند زوال الضرورۃ یجب وفاق

مواہب الرحمٰن میں اس بات کی تصریح کی ہے کہ امام محمد رحمہ اللہ کااس کے بالوں سے انتفاع کی اجازت دینااس ضرورت کی بنیاد پر ہے جو اس سلسلے میں ان کے ہاں ثابت ہوئی اور شیخین نے منع کیا کیونکہ ان کے نزدیک ضرورت ثابت نہیں کیونکہ دوسری چیز اس کے قائم مقام ہے اھ (ت) اسے امام طحطاوی نے مراقی الفلاح کے حاشیہ میں نقل کیا اور غنیہ میں فرمایا کہ جب ضرورت کے تحت خنزیر کے بالوں سے سلائی کیلئے نفع حاصل کرنا جائز قرار دیا گیا تو امام محمد رحمہ اللہ نے فرمایا اگر وہ پانی میں گر جائیں تو اسے ناپاک نہیں کرے گے اھ۔علامہ عبدالعلی برجندی نے شرح نقایہ میں فرمایا: "مطلق بالوں کا ذکر اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ خنزیر کا بال بھی پاک ہے نہ وہ پانی کو خراب کرتا ہے اور نہ ہی نماز میں اس کا اٹھانا نقصان دہ ہے۔امام محمد رحمہ اللہ کا یہی قول ہے اور یہ اس لئے کہ لوگوں کو سلائی کیلئے اس کے استعمال کی ضرورت پیش آتی ہے۔امام ابویوسف رحمہ اللہ کے نزدیک ناپاک ہے کیونکہ خنزیر نجس عین ہے، جیسا کہ حصر میں ہے لیکن خنزیر کی ہڈی بالاتفاق ناپاک ہے کیونکہ بالوں کی طرح ہڈی کے استعمال کی ضرورت پیش نہیں آتی اھ (ت)

پس دیکھو کس طرح تمام (فقہاء) نے بیان فرمایا کہ امام محمد رحمہ اللہ کا اسے پاک قرار دینا ضرورت کی بنیاد پر ہے پس جو کچھ اس سید علامہ (ابوالسعود) رحمہ اللہ نے ذکر کیا اس کا ساقط ہونا ظاہر ہوا۔اور واضح ہوا کہ نہر کے قول میں ان کے لئے کوئی حجت نہیں اور نہ ہی

---

[86] غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی فصل فی الانجاس سہیل اکیڈمی لاہور ص ۱۴۶

[87] شرح النقایۃ للبرجندی، کتاب الطھارۃ نولکشور لکھنؤ، ۱/ ۳۱

الکل علی التحریم والمتنجیس کما افادہ العلامة المقدسی وتبعه العلاّمة نوح افندی ومن بعدہ وھو الذی نعتقد فی دین اللہ سبحٰنه وتعالٰی وبه ظھر الجواب عن ھذا البحث بان لاضرورة فی شعر الکلب فعلی قائل النجاسة العمل بقضیتھا ثم رأیت البرجندی صرح به حیث قال انا قد ذکرنا ان الکلب نجس العین عند بعضھم فینبغی ان یکون شعرہ نجسا عندھم اذلاضرورة فی استعماله[88]اھ

الخامس: ماعزاہ للمنح مذکور ایضا فی الخانیة واعتمدہ واشار الی ضعف التفصیل حیث قال مانصه الکلب اذا خرج من الماء وانتفض فاصاب ثوب انسان افسدہ قیل ان کان ذلك من ماء المطر لایفسدہ الا اذا اصاب المطر جلدہ وفی ظاھر الروایة اطلق ولم یفصل[89] اھ وقد صرح فی خزانة المفتین برمزق لقاضی خان ان شعر الخنزیر او الکلب اذاوقع فی الماء یفسدہ لانه نجس العین[90]۔ لکن لقائل ان یقول

الدرر کے دو قولوں کے درمیان منافات ہے نیز ضرورت کے زائل ہونے کی صورت میں اس کی حرمت اور نجاست پر سب کا اتفاق ہے جیسا کہ علامہ مقدسی (کے کلام) سے اس بات کا فائدہ حاصل ہُوا اور علامہ نوح آفندی اور ان کے بعد والوں نے ان کی اتباع کی اور دینِ خداوندی میں ہم بھی اسی بات کا اعتقاد رکھتے ہیں اور اسی کے ساتھ اس بحث کا جواب بھی ظاہر ہوا کہ کتے کے بالوں کی ضرورت نہیں پڑتی پس نجاست کے قائل کو اس کے فیصلہ پر عمل کرنا ہوگا، پھر میں نے برجندی میں اس کی تصریح دیکھی جب انہوں نے فرمایا کہ ہم نے بعض کے نزدیک کتّے کے نجسِ عین ہونے کا ذکر کیا ہے پس مناسب یہ ہے کہ ان کے نزدیک اس کے بال بھی ناپاک ہوں کیونکہ اس کے استعمال کی ضرورت نہیں اھ (ت)

پنجم: جو کچھ انہوں نے منح کی طرف منسوب کیا ہے وہ خانیہ میں بھی مذکور ہے انہوں نے اس پر اعتماد کیا اور تفصیل کے ضعف کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا "کتا جب پانی سے نکل کر اپنے آپ کو جھاڑے اور وہ کسی انسان کے کپڑے کو لگ جائے تو اسے ناپاک کردے گا کہا گیا کہ اگر یہ بارش کے پانی سے ہو تو اسے ناپاک نہیں کریگا مگر جب بارش اس کے چڑے تک پہنچ جائے اور ظاہر روایت میں اطلاق ہے تفصیل نہیں ہے اھ اور خزانۃ المفتین میں "ق" کے ساتھ قاضی خان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ان سے

---

[88] شرح النقایہ للبرجندی کتاب الطہارت نولکشور (لکھنؤ) ۱/۳۸

[89] فتاوٰی قاضی خان فصل فی النجاسۃ مطبوعہ نولکشور لکھنؤ ۱/۱۱

[90] فتاوٰی قاضی خان فصل فی مایقع فی البئر مطبوعہ نولکشور لکھنؤ ۱/۶

اذابنیتم حکایة الوفاق علی الروایة المختارة للسراج فلاوجه للردعلیه بروایة اخری نعم لوذکر ماذکرنا عن الخانیة وبین ان الترجیح قداختلف وان التنجیس ظاهر الروایة فوجب اختیاره وسقط الحکم بالوفاق معتمدا علی اختیار السراج لکان وجیها وبعد اللتیا واللتی فحکایة الوفاق مدخولة لاشك لاجرم ان صرح فی متن الغرر بالتثلیث فقال والکلب نجس العین وقیل ل اوقیل جلده نجس وشعره طاهر[91] اھ۔ **واما الترجیح فاقول** بوجوہ:	نقل کیا کہ خنزیر یا کُتّے کے بال پانی میں گر جائیں تو اُسے خراب کردیتے ہیں کیونکہ وہ نجس عین ہے۔ لیکن کوئی قائل کہہ سکتا ہے کہ جب تم نے سراج کی مختار روایت پر حکایتِ اتفاق کی بنیاد رکھی ہے تو دوسری روایت کے ساتھ اسے رَد کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے ہاں اگر وہ اس بات کا ذکر کرتے جو ہم نے خانیہ سے (نقل کرتے ہوئے) ذکر کی ہے اور بیان کرتے کہ ترجیح مختلف ہے اور ظاہر روایت کے مطابق اسے ناپاک قرار دیا ہے لہٰذا اسے اختیار کرنا واجب ہے اور سراج کے اختیار کے مطابق جس اتفاق کا حکم دیا گیا ہے وہ ساقط ہے تو اس بات کا کوئی وقار ہوتا، مختصر اور طویل گفتگو کے بعد اتفاق کی بات محلِ نظر ہو گئی۔ بلاشک وشبہہ غرر کے متن میں تثلیث کی تصریح کرتے ہوئے کہا "اور کتا نجس عین ہے کہا گیا کہ نہیں ہے۔ اور کہا گیا ہے کہ اس کا چمڑا ناپاک ہے بال پاک ہیں۔ (ت) **ترجمہ:** میں اس سلسلے میں کئی طرح سے گفتگو کروں گا:

اولاً : یہی قول امام ہے

کماقدمه السائل عن الدر المختار وقدمناه عن القهستانی والطحطاوی۔	**اول:** یہی قول امام ہے جیسا کہ سائل نے اس سے پہلے درمختار سے نقل کیا ہے، اور ہم نے قہستانی اور طحطاوی سے (نقل کرتے ہوئے) اس سے پہلے بیان کیا ہے (ت)

نظم الفرائد میں ہے:

وعندهما عین الکلاب نجاسة وطاهرة قال الامام المطهر[92]	اور ان دونوں (صاحبین) کے نزدیک کتے کا عین ناپاک ہے، اور امام پاک (ابو حنیفہ رحمہ اللہ) نے فرمایا پاک ہے۔ (ت)

[91] درر شرح غرر قبیل فصل بئر دون عشر الخ مطبعۃ احمد الکامل الکائنہ فی دار سعادۃ ۱/۲۴

[92] نظم الفرائد

حلیہ میں ہے:

مشی علیه فی الحاوی القدسی [93]۔	حاوی قدسی میں یہی راہ اختیار کی ہے۔(ت)

اسی میں ہے:

فی النهایة وغیرها عن المحیط الکلب اذاوقع فی الماء فاخرج حیا ان اصاب فمه یجب نزح جمیع الماء وان لم یصب فمه الماء فعلی قولهما یجب نزح جمیع الماء وعلی قول ابی حنیفة لاباس وقال هذا اشارة الی ان عین الکلب لیس بنجس [94]۔	نہایہ وغیرہ میں محیط سے نقل کیا کہ کتا جب پانی میں گر جائے اور زندہ نکال لیا جائے اگر اس کا منہ پانی تک پہنچا ہے تو تمام پانی نکالا جائے، اور اگر منہ پانی تک نہیں پہنچا تو صاحبین کے قول پر تمام پانی نکالا جائے اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک کوئی حرج نہیں اور فرمایا کہ یہ اس طرف اشارہ ہے کہ کتا نجس عین نہیں۔(ت)

اسی طرح تجرید القدوری میں [95] ہے کما نقله عنه ایضا فی الحلیة (جیسے کہ انہوں نے اسے حلیہ میں بھی ان سے نقل کیا۔ت)

بحر الرائق میں ہے:

قال فی القنیة رامز المجد الائمة وقداختلف فی نجاسة الکلب والذی صح عندی من الروایات فی النوادر والامالی انه نجس العین عندهما وعند ابی حنیفة لیس بنجس العین [96]۔	قنیہ میں مجد الائمہ کے حوالے سے بتایا کہ کتے کے نجس ہونے میں اختلاف ہے اور نوادر وامالی کی روایات میں سے جو کچھ میرے نزدیک صحیح ہے وہ یہ ہے کہ صاحبین کے نزدیک نجس عین ہے اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک نجس عین نہیں ہے۔(ت)

اور کچھ روایتیں امام محمد سے بھی اس کے موافق آئیں:

فی الحلیة عن الخانیة عن الناطفی انه اذاصلی	حلیہ میں بحوالہ خانیہ ناطفی سے نقل کیا ہے کہ جب کسی نے

---

[93] حلیہ شرح منیۃ المصلی

[94] حلیہ شرح منیۃ المصلی

[95] تجرید القدوری

[96] البحر الرائق کتاب الطہارۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۱۰۲

علی جلد کلب او ذئب قد ذبح جازت صلاتہ[97]۔	مذبوح کتّے یا بھیڑیے کی کھال پر نماز پڑھی تو اس کی نماز جائز ہے۔(ت)

بحر الرائق میں عقد الفوائد سے ہے:

لایخفی ان ھذہ الروایۃ تفید طھارۃ عینہ عند محمد[98] الخ۔	مخفی نہیں کہ یہ روایت امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک اس کی ذاتی طہارت کا فائدہ دیتی ہے(ت)

منیہ میں ہے:

روی عن محمد امرأۃ صلت وفی عنقھا قلاوۃ علیھا سن اسد او ثعلب اوکلب جازت صلاتھا[99] اھ قال شارحھا العلامۃ ابرھیم کون الروایۃ عن محمد لاینافی کونھا اتفاقیۃ ففی الفتاوٰی ذکرھا مطلقا والدلیل یدل علیہ[100] اھ اقول: نعم اطلقھا فی الخانیۃ والخلاصۃ والولوالجیۃ وغیرھا وقداسمعناك نص الخلاصۃ وھو بعینہ لفظ الخانیۃ والولوالجی عزاھا لہ فی الحلیۃ لکن الاطلاق لایدل علی الاتفاق فربما یطلق المطلق مایختارہ وان کانت ھناك خلافات عدیدۃ ورأیتنی کتبت علی ھامشہ	حضرت امام محمد رحمہ اللہ سے مروی ہے ایک عورت نے گلے میں ایسا ہار ڈال کر نماز پڑھی جس میں شیر، لومڑی یا کتے کے دانت (جڑے ہوئے) تھے تو اس کی نماز جائز ہے اھ اس کے شارح ابراہیم نے فرمایا اس روایت کا امام محمد رحمہ اللہ سے مروی ہونا اس کے اتفاقی ہونے کے منافی نہیں فتاوٰی میں اسے مطلقًا ذکر کیا گیا ہے اور دلیل بھی اس پر دلالت کرتی ہے۔(ت) **اقول:** ہاں خانیہ، خلاصہ اور ولوالجیہ وغیرہ نے اس کو مطلق ذکر کیا ہے ہم نے تمہیں خلاصہ کی عبارت سنائی تھی خانیہ کے الفاظ بھی بعینہٖ یہی ہیں اور حلیہ میں اسے ولوالجی کی طرف منسوب کیا گیا ہے لیکن اطلاق، اتفاق پر دلالت نہیں کرتا بسااوقات اپنے مختار کو مطلق قرار دیا جاتا ہے اگرچہ وہاں متعدد اختلافات ہوتے ہیں میرا خیال ہے کہ میں نے اس کے

[97] حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی

[98] البحر الرائق کتاب الطہارۃ مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۱۰۲

[99] منیۃ المصلی فصل فی النجاسۃ مطبوعہ مکتبہ قادریہ جامعہ نظامیہ لاہور ص ۱۱۰

[100] غنیۃ المستملی فصل فی النجاسۃ　　مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۱۵۵

مانصه۔ **اقول:** کیف تکون اتفاقیة مع ان المنقول من الثانی المشهور عن الثالث نجاسة عین الکلب وقدصححه جماعة وان کان الاصح المعتمد المفتی به هی الطهارة [101] اھ نعم هو صحیح بالنسبة الی ماعدا الکلب من السباع المذکورة وامثالها۔	حاشیے پر لکھا ہے جس کی عبارت یہ ہے۔ **اقول:** (میں کہتا ہوں) یہ کیسے اتفاقی ہوگا حالانکہ ثانی سے منقول اور ثالث سے مشہور ہے کہ کتا نجس عین ہے۔ایک جماعت نے اس کی تصحیح کی اگرچہ زیادہ صحیح، معتمد علیہ اور مفتی بہ، طہارت ہی ہے اھ ہاں یہ کتے کے علاوہ دیگر مذکورہ بالا درندوں اور ان کی امثال کی طرف نسبت کرتے ہوئے صحیح ہے۔(ت)

بلکہ امام ابویوسف رحمۃاللہ تعالٰی سے بھی بعض فروع اسی طرف جاتی ہیں۔

وقدقرأنا علیك عن الانقروی عن الزاهدی عن الدبوسی فی مواطئ الکلاب فی الطین ان طهارتها هی الروایة الصحیحة وقریب المنصوص عن اصحابنا وهذه کتب المذهب طافحة بتصریح جواز بیع الکلب وحل ثمنه وانما ذکروا الخلف فی بیع العقود فعن محمد جوازه وعن ابی یوسف منعه واطلاق الاصل یؤید الاول وعلیه مشی القدوری وغیره وصحح شمس الائمة الثانی فقال انما لا یجوز بیع الکلب العقور الذی لایقبل التعلیم وقال هذا هو الصحیح من المذهب [102] کمانقله فی الفتح۔لاجرم ان قال حافظ الحدیث والمذهب الامام الطحاوی فی شرح معانی الأثار بعدماحق حل اثمان	ہم نے بواسطہ انقروی اور زاہدی، دبوسی سے نقل کرتے ہوئے کیچڑ میں کتوں کی گزرگاہ کے بارے میں تمہیں بتایا ہے کہ اس کا پاک ہونا ہی صحیح روایت ہے اور ہمارے اصحاب سے منصوص روایات کے قریب ہے اور یہ کتبِ مذاہب کتے کی خریدوفروخت کے جواز اور اس کی قیمت حلال ہونے سے متعلق تصریح سے بھری پڑی ہیں البتہ کاٹنے والے کتّے کے بارے میں ان کا اختلاف ہے۔پس امام محمد رحمہ اللہ سے اس کا جواز اور امام ابویوسف رحمہ اللہ سے عدمِ جواز منقول ہے۔اصل (مبسوط) کا اطلاق پہلی بات کی تائید کرتا ہے، قدوری وغیرہ نے یہی راہ اختیار کی ہے جبکہ شمس الائمہ نے دوسری بات کو صحیح قرار دیا ہے انہوں نے فرمایا کاٹنے والا کتّا جو تعلیم کو قبول نہیں کرتا اس کی خریدوفروخت جائز نہیں اور فرمایا کہ صحیح مذہب یہی ہے جیسا کہ فتح القدیر میں اسے نقل کیا ہے۔یقینا حدیث ومذہب کے

[101] البحرالرائق کتاب الطہارۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۱۰۱

[102] فتح القدیر مسائل منثورہ من باب البیع مطبوعہ نوریہ رضویہ سکھر ۶/۳۴۵

الکلب ھذا قول ابیحنیفة وابی یوسف ومحمد رحمة اللہ تعالٰی علیھم اجمعین [103] اھ۔وقال فی البحر امابیعه وتملیکه فھوجائز ھکذا نقلوا واطلقوا لکن ینبغی انیکون ھذا علی القول بطھارة عینه اماعلی القول بالنجاسة فھو کالخنزیر فبیعه باطل فی حق المسلمین کالخنزیر [104] الخ فینقدح من ذلك وفاقھم جمیعا علی قضیة الطھارة من جراء تلك الروایات۔

اقول: لکن افاد فی الفتح منع توقف جواز البیع علی طھارة العین وانما یعتمد جوازه جواز الانتفاع الا تری ان السرقین والبعرلما جاز الانتفاع بھما جاز بیعھما وقد قال فی الھدایة مجیبا عن استدلال الشافعی علی حرمة بیع الکلب بانه نجس العین ولانسلم نجاسة العین ولوسلم فیحرم التناول دون البیع [105] اھ فان عدت قائلا ان حل الانتفاع ایضا یعتمد طھارة العین فان الخنزیر لماکان نجس العین لم یجز الانتفاع به بوجه من الوجوہ بذلك عللوہ فی

حافظ امام طحاوی نے شرح معانی الآثار میں کتے کی قیمت کے حلال ہونے کے بارے میں تحقیق فرمانے کے بعد فرمایا امام ابو حنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ تعالٰی تمام کا یہی قول ہے اھ۔بحر الرائق میں فرمایا کہ اس (کتّے) کی بیع اور تملیک جائز ہے۔اسی طرح فقہاءِ کرام نے نقل کیا اور مطلقًا بیان کیا لیکن مناسب ہے کہ یہ بات اس کی عینی طہارت کے قول پر ہو لیکن نجاست کے قول پر وہ خنزیر جیسا ہوگا، لہٰذا مسلمانوں کے حق میں خنزیر کی طرح اس کی خرید وفروخت بھی باطل ہے الخ پس ان روایات کے پیش نظر ان سب کا طہارت کے فیصلے پر اتفاق مطعون ہوگا۔(ت) بلکہ بیع کا جواز، جوازِ انتفاع پر مبنی ہے کیا تم نہیں دیکھتے کہ گوبر اور مینگنی سے جب نفع حاصل کرنا جائز ہے تو ان کی خرید وفروخت بھی جائز ہے۔کتّے کی بیع حرام ہونے پر امام شافعی رحمہ اللہ کے استدلال کہ وہ نجس عین ہونے کی وجہ سے حرام ہے، کا جواب دیتے ہوئے ہدایہ میں فرمایا ہم نجاست عین تسلیم نہیں کرتے اور اگر تسلیم کر بھی لیا جائے تو اس کا کھانا حرام ہے، خرید وفروخت حرام نہیں اھ۔اگر تم یہ کہتے ہوئے اعتراض کرو کہ انتفاع کا جائز ہونا بھی تو طہارتِ عین پر مبنی ہے کیونکہ جب

[103] شرح معانی الآثار باب ثمن الکلب مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/۲۵۰
[104] البحر الرائق کتاب الطہارۃ مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۱۰۳
[105] الہدایۃ مسائل منثورہ من کتاب البیوع مطبوعہ مطبع یوسفی لکھنؤ ۲/۱۰۳

عامة الکتب نعم یجوز الانتفاع بنجس العین علٰی سبیل الاستهلاك وهذا هو الثابت فی السرقین [106] کما افادہ فی النهایة ونقله فی البحر۔ قلت نعم هذا یصلح دلیلا لاصل المدعی اعنی الطهارة اماجعله وجها لتخصیص جواز البیع بقول الطهارة فکلا کیف وحل الانتفاع بالکلب بطریق الاصطیاد مجمع علیه قطعا لما نطق به النص الکریم فمبنی جواز البیع ثابت عند الکل وان انکرالصاحبان مبنی المبنی اعنی الطهارة کما انکر الشافعی فرع المبنی اعنی جواز البیع فافهم۔	**اقول:** لیکن فتح القدیر سے اس بات کا فائدہ حاصل ہوتا ہے کہ جو از بیع، طہارت عین پر موقوف نہیں ب خنزیر نجس عین ہے تو کسی طرح اس سے انتفاع جائز نہیں۔عام کتب میں اس کی یہی علّت بیان کی ہے ہاں نجس عین کو ہلاک کرکے اس سے نفع حاصل کرنا جائز ہے۔یہی بات گوبر میں بھی ثابت ہے، جیسا کہ نہایہ میں اس بات کا فائدہ دیا اور اسے البحر الرائق نے نقل کیا۔میں کہتا ہوں ہاں یہ اصل مدعٰی یعنی طہارت کی دلیل بن سکتی ہے لیکن اسے طہارت کے قول پر جوازِ بیع کی تخصیص کیلئے سبب قرار دینا ہر گز صحیح نہیں اور یہ کیسے ہوسکتا ہے حالانکہ کتّے سے شکار کے طریقے پر نفع حاصل کرنا جائز ہے اور یہ قطعی طور پر متفق علیہامسئلہ ہے کیونکہ اس کو قرآنِ کریم نے بیان کیا ہے پس جوازِ بیع کی بنیاد سب کے نزدیک ثابت ہے اگرچہ صاحبین اس بنیاد کی بنیاد یعنی طہارت کا انکار کرتے ہیں جیسا کہ امام شافعی رحمہ اللہ نے اس بنیاد کی فرع یعنی جواز بیع کا انکار کیا ہے۔پس اسے سمجھو۔(ت)

اور معلوم ومقرر ہے کہ کلام الامام امام الکلام علما فرماتے ہیں قول امام پر افتا لازم ہے اگرچہ صاحبین خلاف پر ہوں نہ کہ جب صاحبین سے بھی روایات اُن کے موافق آئی ہوں۔

اللهم الالضرورة اوضعف دلیل وقدعلم انتفاؤهما ههنا۔	اے اللہ ! مگر ضرورت یا ضعفِ دلیل کی وجہ سے،اور یقینا یہاں ان دونوں کا نہ ہونا معلوم ہے(ت)

بحر الرائق وفتاوٰی خیریہ وحاشیہ طحطاویہ علی الدر المختار وردالمحتار میں ہے:

واللفظ للعلامة الرملی المقرر ایضا عندنا انه لا یفتی ولا یعمل الابقول الامام الاعظم ولایعدل عنه الی قولهما اوقول احدهما اوغیرهما الا لضرورة من ضعف دلیل او تعامل بخلافه کمسألة المزارعة	اور الفاظ علّامہ رملی کے ہیں ہمارے نزدیک بھی ثابت ہے کہ صرف امام اعظم رحمہ اللہ کے قول پر فتوی دیا جائے گا اور عمل کیا جائیگا اس سے صاحبین یا ان میں سے ایک یا کسی دوسرے کے قول کی طرف بغیر ضرورت متوجہ نہیں ہوں گے ضرورت جیسے کمزور دلیل یا اس کے خلاف

[106] البحر الرائق کتاب الطہارۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۱۰۱

وان صرح المشایخ بان الفتوی علی قولھما لانہ صاحب المذھب والامام المقدم۔ اذاقالت حذام فصدقوھا فان القول ماقالت حذام [107]	تعامل کا پایا جانا جیساکہ مسئلہ زراعت میں ہے اگرچہ مشائخ تصریح کریں کہ فتوٰی صاحبین کے قول پر ہے کیونکہ آپ (امام اعظم رحمہ اللہ) صاحبِ مذہب اور امام متقدم ہیں۔ جب حذام کوئی بات کہے تواس کی تصدیق کرو کیونکہ بات تو وہی ہے جو خدام نے کہی۔

امام برہان الدین فرغانی صاحبِ ہدایہ تجنیس میں فرماتے ہیں:

الواجب عندی ان یفتی بقول ابی حنیفة علی کل حال [108]۔	میرے نزدیک واجب ہے کہ ہر حال میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے قول پر فتوٰی دیا جائے۔(ت)

اسی طرح اور کتب سے ثابت وقدذکرناہ فی کتا النکاح من فتاوٰنا (ہم نے اسے اپنے فتاوٰی کی کتاب النکاح میں ذکر کیا ہے۔ت)
تو واجب ہوا کہ طہارت عین ہی پر فتوے دیں اور اسی کو معمول ومقبول رکھیں۔

ثانیًا: یہی قول اکثر ہے۔

کمایظھر لمن یطالع نقولنا فی التطھیر مع ما ترکنا من الکثیر البشیر ویراجع نقول التنجس یجدھا لاتبلغ نصف ذلك ولاثلثه وان شرط مع ذلك عدم الاضطراب فلا یبقی فی یدہ الا اقل قلیل کماستقف علیه ان شاء الله تعالٰی وقدقال فی الحلیة الکثیر علی انه لیس بنجس العین [109]۔	جیسا کہ اس شخص کے لئے ظاہر ہے جو تطہیر کے بارے میں ہمارے نقول کا مطالعہ کرے باوجود کہ ہم نے بہت کچھ چھوڑ دیا ہے اور اس کے نجس ہونے کے بارے میں نقول کی طرف رجوع کرے تو انہیں ان (نقولِ تطہیر) کا نصف بلکہ تہائی بھی نہیں پائے گا۔اور اس کے ساتھ عدمِ اضطراب کی شرط رکھی جائے تو اس کے ہاتھ میں بہت کم رہ جائیگی جیسا کہ تو عنقریب اس پر مطلع ہوگا ان شاء اللہ

107 فتاوٰی خیریۃ مطلب لایفتی بغیر قول ابی حنیفہ وان صحح المشائخ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۲/۳۳
108 التجنیس والمزید
109 التعلیق المجلی حاشیہ منیۃ المصلی فصل فی البئر مکتبہ قادیہ جامعہ نظامیہ لاہور ص ۱۱۵

	تعالٰی۔اور حلیہ میں فرمایا کہ زیادہ روایات اس کے نجسِ عین نہ ہونے پر ہیں۔(ت)

اور ثابت ومشہور ہے کہ معمول بہ وہی قول اکثر وجمہور ہے۔

فی ردالمحتار قدصرحوا بان العمل بماعلیه الاکثر[110] اھ۔وفی العقود الدریة عن شرح الاشباہ للبیری لایجوز لاحد الاخذ به لان المقرر عند المشایخ انه متی اختلف فی مسألة فالعبرة بماقاله الاکثر[111]۔	ردالمحتار میں ہے فقہاءِ کرام نے تصریح کی ہے کہ عمل اکثر کے اقوال پر ہوگا اھ۔بیری کی شرح اشباہ کے حوالے سے العقود الدریہ میں ہے کہ اسے اختیار کرنا کسی کیلئے جائز نہیں کیونکہ مشائخ کے نزدیک یہ بات ثابت ہے کہ جب کسی مسئلہ میں اختلاف ہو تو اکثر کے قول کا اعتبار ہوگا۔(ت)

ثالثاً: یہی موافق احکام قرآن وحدیث ہے۔

کماعلمت وتعلم وقدقال فی الغنیة قبیل واجبات الصلاة لاینبغی ان یعدل عن الدرایة اذاوافقتها روایة[112] اھ ومثله فی ردالمحتار۔	جیسا کہ تُونے جانا اور تجھے معلوم ہوجائیگا۔اور غنیہ میں واجباتِ نماز سے کچھ پہلے فرمایا کہ جب روایت،درایت کے موافق ہوجائے تو اس سے رُوگردانی کرنا مناسب نہیں اھ ردالمحتار میں بھی اسی کی مثل ہے(ت)

رابعاً: یہی من حیث الدلیل اقوے بلکہ قول تنجیس پر دلیل اصلاً ظاہر نہیں۔

وقدسمعت قول الغنیة لعدم الدلیل علی نجاسة العین[113] اھ وقداعترف بذلك الائمة الشافعیة قال فی البحر ولقد انصف النووی حیث قال فی شرح المهذب واحتج اصحابنا باحادیث لادلالة فیها فترکتها لانی التزمت فی خطبة الکتاب الاعراض عن الدلائل	تو نے غنیہ کا قول سنا ہے کہ نجاستِ عین پر کوئی دلیل نہیں۔اھ شافعی ائمہ نے بھی اس کا اعتراف کیا ہے۔بحر الرائق میں فرمایا امام نووی رحمہ اللہ نے شرح مہذب میں یہ کہہ کر انصاف سے کام لیا کہ ہمارے اصحاب نے ایسی احادیث کو دلیل بنایا جن میں کوئی دلالت نہیں پس میں نے ان کو چھوڑ دیا کیونکہ میں نے خطبہ کتاب

110 ردالمحتار، فصل فی البئر، مطبوعہ مصطفی البابی مصر، ۱/۶۶

111 العقود الدریۃ قدائد تتعلق باداب المفتی (حاجی عبدالغفار وسپران ارگ بازار قندھار افغانستان ۱/۳

112 غنیۃ المستملی قبیل واجبات الصلٰوۃ مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ص۲۹۵

113 غنیۃ المستملی فصل فی البئر مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ص۱۵۹

الواھیۃ[114] اھ۔

وقال الامام العارف الشعرانی الشافعی فی میزان الشریعۃ الکبری سمعت سیدی علیا الخواص رحمہ اللہ تعالٰی یقول لیس لنادلیل علی نجاسۃ عین الکلب الامانھی عنہ الشارع من بیعہ اواکل ثمنہ[115] اھ۔

اقول: ای ولایتم ایضا فان الشارع صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قدنھی عن بیع اشیاء واثمانھا وھی طاھرۃ العین وفاقا اخرج الائمۃ احمد والستۃ عن جابر رضی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ان اللہ ورسولہ حرم بیع الخمر والمیتۃ والخنزیر والاصنام[116]۔ولاحمد ومسلم والاربعۃ والطحاوی والحاکم عنہ رضی اللہ تعالٰی عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نھی عن ثمن الکلب والسنور[117] علی ان علماء نا قدبینوا ان ذلک کان حین کان الامر بقتل الکلاب ولم یکن یحل لاحد امساک شیئ منھا فنسخ بنسخہ[118] کما حققہ الامام

میں اس بات کا التزام کیا ہے کہ کمزور دلائل سے اعراض کروں گا اھ۔امام عارف شعرانی شافعی رحمہ اللہ نے میزان الشریعۃ الکبرٰی میں فرمایا کہ میں نے سیدی علی الخواص رحمہ اللہ سے سُنا آپ فرماتے تھے ہمارے پاس کتّے کے نجسِ عین ہونے پر اس کے سوا کوئی دلیل نہیں کو شارع علیہ السلام نے اس کی خرید وفروخت اور اس کی قیمت کھانے سے منع فرمایا اھ۔(ت)

اقول: یہ دلیل بھی تام نہیں کیونکہ شارع صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض چیزوں کی خرید وفروخت اور ان کی قیمت لینے سے منع فرمایا حالانکہ ان کا عین بالاتفاق پاک ہے۔امام احمد اور اصحاب صحاح ستّہ نے بواسطہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالٰی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب، مردار، خنزیر اور بتوں کی خرید وفروخت سے منع فرمایا۔ احمد، مسلم، اصحابِ اربعہ، طحاوی اور حاکم رحمہم اللہ انہی حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کتّے اور بلّی کی قیمت لینے سے منع فرمایا۔علاوہ ازیں ہمارے علماء فرماتے ہیں کہ یہ اس وقت تھا جب کتّے کو قتل کرنے کا حکم تھا اور کسی کیلئے اس میں سے

---

[114] البحر الرائق،کتاب الطہارت، مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۱۰۶

[115] المیزان الکبرٰی باب النجاسۃ، مطبوعہ مصطفی البابی مصر، ۱/۱۱۴

[116] صحیح البخاری باب بیع المیتۃ والاصنام مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۲۹۸

[117] شرح معانی الآثار باب ثمن الکلب مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/۲۵۱

[118] شرح معانی الآثار باب ثمن الکلب مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/۲۴۸

ابو جعفر الطحاوی وفی شرح معانی الاٰثار۔	کچھ روک رکھنا جائز نہ تھا پس اس (قتل) کے منسوخ ہونے سے یہ بھی منسوخ ہوگیا جیسا کہ امام ابو جعفر طحاوی نے شرح معانی الآثار میں اس کی تحقیق فرمائی ہے۔(ت)

خامسًا: اگر دلائل میں تعارض بھی ہو تو مرجع اصل ہے،

کمانصوا علیه فی الاصول وتشبثوا به فی مسائل الاسرار بال تائین وترك رفع الیدین وغیرهما۔	جیسا کہ انہوں نے اسے اصول میں بیان کیا اور آہستہ آمین کہنے اور ترک رفع یدین جیسے مسائل میں اس کو اختیار کیا۔(ت)

اور اصل تمام اشیا میں طہارت ہے۔

حتی الخنزیر فانه من المنی والمنی من الدم والدم من الغذاء والغذاء من العناصر والعناصر طاهرة حتی لولم یرد الشرع بتنجیس عینه بقی علی اصله فی المیزان الاصل فی الاشیاء الطهارة وانما النجاسة عارضة فانها صادرة عن تکوین الله تعالٰی القدوس الطاهر [119] الخ۔ وفی الطریقة والحدیقة ص ان الطهارة فی الاشیاء اصل ش لان الله تعالٰی لم یخلق شیأً نجسا من اصل خلقته ص وش انما ص النجاسة عارضة ش فاصل البول ماء طاهر وکذلك الدم والمنی والخمر عصیر طاهر ثم عرضت النجاسة [120] اھ ملخصاً۔ ولذا قال فی الغنیة ھٰهنا والاصل عدمها [121] ای عدم النجاسة کمامر۔	حتی کہ خنزیر بھی، کیونکہ وہ منی سے ہے، منی خون سے، خون غذا سے اور غذا عناصر سے اور عناصر پاک ہیں حتی کہ اگر شریعت اسے نجسِ عین قرار نہ دیتی تو وہ اپنی اصل پر باقی رہتا۔ میزان میں ہے اشیاء میں اصل طہارت ہے اور نجاست لاحق ہوتی ہے یعنی اللہ تعالٰی پاک وطاہر کے حکم سے صادر ہوتی ہے الخ۔ الطریقۃ المحمدیہ اور الحدیقۃ الندیہ میں ہے (متن) اشیاء میں اصل طہارت ہے (شرح) کیونکہ اللہ تعالٰی نے اصلِ تخلیق میں کسی چیز کو نجس پیدا نہیں کیا (متن) نجاست عارضی ہے (شرح) پس پیشاب کا اصل پاک پانی ہے، اسی طرح خون، منی اور شراب پاک رس ہے پھر نجاست لاحق ہوئی اھ ملخصاً۔ اسی لئے غنیہ میں اس مقام پر فرمایا اور اصل عدمِ نجاست ہے جیسا کہ گزر گیا۔(ت)

[119] المیزان الکبرٰی باب النجاسۃ مطبوعہ مصطفی البابی مصر ۱/۱۱۴

[120] الحدیقۃ الندیۃ النوع الرابع تمام انواع الاربعۃ فی بیان اختلاف الفقہا فی امر الطہارۃ والنجاسۃ الخ مطبوعہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۲/۶۱۳

[121] غنیۃ المستملی فصل فی البئر مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۱۵۹

سادسًا: اسی میں تیسیر ہے :

لاسیما علی من ابتلی باقتنائه لصید اوزرع اوماشیة والتیسیر محبوب فی نظر الشارع ﴿یُرِیۡدُ اللّٰہُ بِکُمُ الۡیُسۡرَ ۔۔۔۔۔۔۔۔﴾[122] وقال صلی الله علیه وسلم ان الدین یسر الحدیث[123] رواه البخاری والنسائی عن ابی هریرة رضی الله تعالٰی عنه وقال صلی الله تعالٰی علیه وسلم یسروا ولاتعسروا[124] رواه احمد والشیخان والنسائی عن انس بن مالك رضی الله تعالٰی عنه۔	خصوصًا جو شخص شکار، کھیتی باڑی یا جانوروں کی حفاظت کے لئے اس کے رکھنے پر مجبور ہو اور شارع کی نظر میں آسانی محبوب ہے (ارشادِ خداوندی ہے) اللہ تعالٰی تمہارے لئے آسانی چاہتا ہے اور تمہارے لئے تنگی نہیں چاہتا۔ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بے شک دین آسان ہے" (الحدیث) اسے امام بخاری اور نسائی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ اور سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "آسانی پیدا کرو اور تنگی پیدا نہ کرو"۔ اس حدیث کو امام احمد، بخاری و مسلم اور نسائی نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ (ت)

سابعًا: بہت قائلان تنجیس کے اقوال خود مضطرب ہیں کہیں نجاست عین پر حکم فرماتے کہیں طہارت عین کا پتا دیتے بلکہ صاف تصریح کرتے ہیں جس مبسوط شمس الائمہ سرخسی کے مسائل الآسار میں ہے:

الصحیح من المذهب عندنا ان عین الکلب نجس[125]۔	ہمارے نزدیک صحیح مذہب یہ ہے کہ کتے کا عین نجس ہے۔ (ت)

اُسی کے باب الحدث میں ہے:

جلد الکلب یطهر عندنا بالدباغ خلافا للحسن والشافعی لان عینه نجس عندهما ولکنا نقول الانتفاع به مباح حالة الاختیار فلوکان عینه نجسًا لما ابیح الانتفاع به[126]۔	ہمارے نزدیک کتّے کا چمڑا دباغت سے پاک ہوجاتا ہے امام حسن اور امام شافعی رحمہما اللہ کا اس میں اختلاف ہے کیونکہ ان کے نزدیک اس کا عین ناپاک ہے لیکن ہم کہتے ہیں حالتِ اختیار میں اس سے نفع حاصل کرنا جائز ہے پس اگر اس کا عین ناپاک ہوتا تو اس سے نفع حاصل کرنا جائز نہ ہوتا۔ (ت)

---

[122] القرآن ۱۸۵/۲

[123] صحیح البخاری باب الدین یسر مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۰/۱

[124] صحیح البخاری باب امر الوالی اذاوجہ امیرین الٰی موضع الخ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۰۶۳/۲

[125] المبسوط للسرخسی، سؤر مالایؤکل لحمہ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۴۸/۱

[126] المبسوط للسرخسی جلد المیتۃ واحکامہ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۲۰۲/۱

اُسی کی کتاب الصید میں ہے:

بھذا یتبین انہ لیس بنجس العین [127]	اس سے واضح ہوا کہ یہ نجس عین نہیں۔(ت)

جس فتاوٰی ولوالجیہ میں مسئلہ تنجس ثوب بانتقاض قلب بیان کیا۔

قال فی البحر ولایخفی ان ھذا علی القول بنجاسۃ عینہ [128]۔	بحر الرائق میں فرمایا مخفی نہ رہے کہ یہ بات (کتّے کے جھاڑنے سے کپڑے کا ناپاک ہونا) اس کے نجس عین ہونے کا قائل ہونے کی بنیاد پر ہے (ت)

اُسی میں مثل تجنیس مسئلہ جواز صلاۃ مع قلادہ اسنان کلب بیان فرمایا۔

قال فی البحر ولایخفی ان ھذا کلہ علی القول بطہارۃ عینہ [129]۔	بحر الرائق میں فرمایا مخفی نہ رہے یہ سب کچھ اس کا عین پاک ہونے کی بنیاد پر ہے۔(ت)

جس ایضاح میں عبارت مبسوط شیخ الاسلام فی روایۃ لایطھر وھو الظاھر من المذھب (ایک روایت میں ہے پاک نہیں ہوتا اور یہی ظاہر مذہب ہے۔ت) نقل کرکے خود اپنے متن اصلاح کے قول الا جلد الخنزیر والاٰدمی (مگر خنزیر اور آدمی کی کھال۔ت) پر اعتراض فرمایا الحصر المذکور علی خلاف الظاھر (حصر مذکور، ظاہر کے خلاف ہے۔ت) اُسی کی کتاب البیوع میں فرمایا:

صح بیع الکلب خلافاً للشافعی لانہ نجس العین عندہ لاعندنا لانہ ینتفع بہ [130]۔	کتے کی خرید وفروخت صحیح ہے اس میں امام شافعی کا اختلاف ہے کیونکہ ان کے نزدیک یہ نجسِ عین ہے ہمارے نزدیک نہیں کیونکہ اس سے نفع حاصل کیا جاتا ہے۔(ت)

جن درر وغرر میں وہ فرمایا تھا کہ الکلب نجس العین [131] الخ (کتّا نجسِ عین ہے الخ۔ت) اُنھی کی بیوع میں ہے:

صح بیع کل ذی ناب کالکلب لانہ مال	کتّے کی طرح ہر دانت والے جانور کی خرید وفروخت

[127] المبسوط للسرخسی ثمن کلب الصید مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۱۱/۲۳۵
[128] البحر الرائق کتاب الطہارۃ مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۱۰۲
[129] البحر الرائق کتاب الطہارۃ مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۱۰۳
[130] ایضاح واصلاح
[131] درر الحکام فی شرح غرر الاحکام فرض الغسل مطبوعہ کامل الکائنہ فی دار السعادۃ ۱/۲۴

متقوم الاالخنزیر لانہ نجس العین[132] اھ	ملخصا جائز ہے کیونکہ وہ مال متقوم ہے سوائے خنزیر کے، کیونکہ وہ نجس عین ہے اھ ملخصا (ت)

جس خزانۃ المفتین میں ہے عینہ نجس (اس کا عین ناپاک ہے۔ت) اُسی میں ہے: سنہ لیس بنجس[133] (اس کا دانت ناپاک نہیں ہے۔ت) جس خانیہ میں مسائل متقدمہ شعر وانتقاض فرمائے اور فرمایا:

اذامشی کلب علی ثلج یصیر الثلج نجسا وکذا الطین والردغۃ اھ ملخصا[134]۔	کتّا برف پر چلے تو برف ناپاک ہوجائے گی، اسی طرح مٹّی اور گارا بھی اھ ملخصا (ت)

یہاں تک کہ حلیہ وغنیہ وبحر الرائق میں واقع ہوا،

واللفظ للبحر اختار قاضی خان فی الفتاوی نجاسۃ عینہ وفرع علیہا فروعا[135] اھ	الفاظ بحر الرائق کے ہیں کہ قاضی خان نے اپنے فتاوٰی میں اس کے نجس عین ہونے کو اختیار کیا اور اس کو کئی مسائل کی بنیاد بنایا اھ (ت)

اُسی خانیہ میں فرمایا: سنہ غیر نجس (اس کا دانت ناپاک نہیں ہے۔ت) اور فرمایا:

لوصلی وفی عنقہ قلادۃ فیہا سن کلب اوذئب یجوز صلاتہ[136]۔	اگر کوئی شخص نماز پڑھے اور اس کے گلے میں ایسا ہار ہو جس میں کُتّے یا بھیڑیے کے دانت ہوں، تو اس کی نماز جائز ہے(ت)

اور فرمایا:

ان کان فی کمہ ثعلب اوجروکلب لاتجوز صلاتہ لان سؤرہ نجس لایجوزبہ التوضأ[137]۔	اگر اس کی آستین میں لومڑی یا کُتّے کا بچّہ ہو تو اس کی نماز جائز نہیں کیونکہ اس کا جھُوٹا ناپاک ہے تو اس سے وضو کرنا جائز نہیں۔ (ت)

---

[132] دررالحکام فی شرح غرر الاحکام کتاب البیوع مسائل شتی مطبوعہ کامل الکائنہ فی دار السعادۃ ۱۹۸/۲
[133] خزانۃ المفتین
[134] فتاوٰی قاضی خان فصل فی النجاسۃ مطبوعہ نولکشور لکھنؤ ۱/۱۱
[135] البحر الرائق کتاب الطہارۃ مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۱۰۱
[136] فتاوٰی قاضی خان فصل فی النجاسۃ مطبوعہ نولکشور لکھنؤ ۱/۱۰
[137] فتاوٰی قاضی خان فصل فی النجاسۃ مطبوعہ نولکشور لکھنؤ ۱/۱۱

بلکہ صاف واضح فرمادیا کہ اُس کی نجاست عین کے یہ معنے ہیں کہ اس کا ماوٰی نجاسات ہیں لہٰذا اس کا بدن غالبًا ناپاک ہوتا ہے۔

حیث قال ینزح کل الماء اذاوقع فیھا کلب اوخنزیر مات اولم یمت اصاب الماء فم الواقع اولم یصب اما الخنزیر فلان عینه نجس والکلب کذلك ولهذا لوابتل الکلب وانتقض فاصاب ثوبا اکثر من قدر الدرهم افسده لان مأواه النجاسات وسائر السباع بمنزلة الکلب اھ ملخصا۔[138]	جہاں فرمایا کہ جب اس میں کتّا یا خنزیر گر جائیں تو تمام پانی نکالا جائے چاہے وہ مریں یا نہ، اور گرنے والے کا منہ پانی کو پہنچے یا نہ۔ خنزیر اسی لئے کہ وہ نجسِ عین ہے اور کتّا بھی اسی طرح ہے، اس لئے اگر کتّا تر ہوجائے اور اپنے آپ کو جھاڑے اور یہ (پانی) درہم سے زیادہ کپڑے کو پہنچے تو اسے ناپاک کردے گا کیونکہ اس کا ٹھکانہ نجاستیں ہیں اور تمام درندے کتے کی طرح ہیں اھ تلخیص (ت)

اور اسی باب سے ہے عامہ کتبِ مذہب کا اتفاق کہ کلیہ **کل اھاب دبغ طاھر** (ہر وہ چمڑا جسے دباغت دی جائے پاک ہو جاتا ہے۔ت) سے سوا خنزیر کے کسی جانور کا استثناء نہیں فرماتے، فقیر کی نظر سے نہ گزرا کہ کسی کتاب میں یہاں والکلب بھی فرمایا ہو اگرچہ دوسری جگہ طہارت جلد کلب میں خلاف نقل کریں **وباللہ التوفیق**۔

واما التزییف فاقول اولا: (رہا اس کا کھوٹاپن! تو میں کہتا ہوں، **اوّلا**۔ت) امر بالقتل سے تحریم پر استدلال تو ایک طریق ہے مگر نجاست عین پر اُس سے احتجاج محض باطل وصحیح احادیث میں سانپ بچھّو چیل کوّے چوہے چھپکلی گرگٹ وغیرہا اشیائے کثیرہ کے قتل کا حکم ہے یہاں تک کہ احرام میں حتی کہ حرم میں پھر کیا یہ سب اشیا نجس العین ہوں گی۔

ھذا لم یقل به احد اخرج الائمة مالك واحمد والبخاری ومسلم وابوداؤد والنسائی وابن ماجة عن ابن عمرو البخاری ومسلم والنسائی والترمذی وابن ماجة عن ام المؤمنین الصدیقة وابوداؤد بسند	اس کا کوئی بھی قائل نہیں امام مالک، احمد، بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ (رحمهم الله تعالٰی) نے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بخاری، مسلم، نسائی، ترمذی اور ابن ماجہ نے ام المومنین صدیقہ رضی اللہ عنہا سے، ابوداؤد

[138] فتاوٰی قاضی خان فصل فی مالیقع فی البئر مطبوعہ نولکشور لکھنؤ ۱/۵

حسن عن ابی ھریرۃ واحمد باسناد حسن عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنھم کلھم عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم خمس من الدواب لیس علی المحرم فی قتلھن جناح الغراب والحدأۃ والعقرب والفارۃ والکلب العقور [139]۔وفی حدیث ابن عباس خمس کلھن فاسقۃ یقتلھن المحرم ویقتلن فی الحرم وعد الحیۃ بدل الحدأۃ [140] وفی احدی روایات الصدیقۃ الحیۃ مکان العقرب [141]۔احمد والشیخان وابوداود والترمذی وابن ماجۃ عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اقتلوا الحیات اقتلوا ذاالطفیتین والابتر [142] الحدیث۔ابوداؤد و النسائی عن ابن مسعود والطبرانی فی الکبیر عن جریر بن عبداللہ البجلی وعن عثمان بن ابی العاص بسند صحیح عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اقتلوا الحیات کلھن فمن خاف ثأرھن فلیس منا [143]۔ابوداود والترمذی والنسائی وابن حبان والحاکم عن ابی ھریرۃ والطبرانی فی الکبیر

نے سند حسن کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور احمد نے سندِ حسن کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیاان سب نے سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ مُحرِم پر پانچ جانوروں کو قتل کرنے میں کوئی حرج نہیں، کوّا، چیل، بچھّو، چُوہا اور کاٹ کھانے والا کتّا۔حضرت ابن عباس کی روایت میں ہے پانچ جانور تمام کے تمام فاسق ہیں مُحرِم ان کو قتل کرے، اور انہیں حرم میں بھی قتل کیا جائے، انہوں نے چیل کی جگہ سانپ کو شمار کیا ہے۔ام المومنین صدیقہ رضی اللہ عنہا کی ایک روایت میں بچھّو کی جگہ سانپ کا ذکر ہے۔امام احمد، شیخان (بخاری ومسلم)، ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ رحمہم اللہ تعالٰی، حضرت عبداللہ ابن عمر کے واسطے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا: سانپوں کو قتل کرو گر گل کے پتّوں جیسے نشانات والے سانپ اور دُم کٹے سانپ کو قتل کرو (الحدیث)۔ابوداؤد اور نسائی نے حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اور طبرانی نے کبیر میں حضرت جریر بن عبداللہ بجلی اور حضرت عثمان ابن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے صحیح سند کے ساتھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا آپ نے فرمایا تمام

139 صحیح البخاری باب مایقتل المحرم من الدواب مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲۴۶/۱
140 مسند احمد بن حنبل عن ابن عباس رضی اللہ عنہ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۲۵۷/۱
141 سنن ابن ماجہ مایقتل المحرم مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۳۰
142 سنن ابی داؤد باب قتل الحیات مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور ۳۵۶/۲
143 سنن ابی داؤد باب قتل الحیات مطبوعہ مجتبائی پاکستان لاہور ۳۵۶/۲

عن ابن عباس عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اقتلو السودین فی الصلوۃ الحیۃ والعقرب [144] وایضاً ھذا عنہ عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اقتلوا الوزغ ولو فی جوف الکعبۃ [145]۔ احمد عن ابن مسعود بسند صحیح عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من قتل حیۃ فکانما قتل رجلا مشرکا قد حل دمہ [146] احمد وابن حبان بسند صحیح عنہ عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من قتل حیۃ فلہ سبع حسنات ومن قتل وزغۃ فلہ حسنۃ [147]۔	سانپوں کو مارو، جو شخص ان کی طرف سے حملے کا خوف رکھے وہ ہم میں سے نہیں۔ ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن حبان اور حاکم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اور طبرانی نے کبیر میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ (آپ نے فرمایا) نماز میں دو سیاہ جانوروں سانپ اور بچھّو کو ہلاک کرو، نیز انہوں نے ہی نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے روایت کیا گرگٹ کو قتل کرو اگرچہ کعبہ شریف کے اندر ہو۔ امام احمد نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا: "جو شخص سانپ کو مارے گویا اس نے ایسے مشرک مرد کو قتل کیا" جس کا خون (بہانا) حلال ہوچکا تھا۔ امام احمد اور ابن حبان نے صحیح سند کے ساتھ انہی کی روایت سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا آپ نے فرمایا: "جس نے سانپ کو قتل کیا اس نے سات نیکیاں پائیں جس نے گرگٹ کو ہلاک کیا اس کیلئے ایک نیکی ہے"۔ (ت)

ثانیاً: رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ثلثۃ لاتقربھم الملئکۃ الجنب والسکران والمتضمخ بالخلوق [148] رواہ البزار باسناد صحیح عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنھما۔	تین آدمیوں کے قریب (رحمت کے) فرشتے نہیں جاتے جنبی، نشے والا اور خلوق (ایک قسم کی خوشبو) لگانے والا۔ بزار نے اسے صحیح سند کے ساتھ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔ (ت)

اس حدیث میں مست نشہ کو بھی فرمایا کہ ملائکہ اس کے پاس نہیں آتے، کیا مدہوش نجس العین ہے۔

144 سنن ابی داؤد باب العمل فی الصلوٰۃ مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور ۱/ ۱۳۳
145 المعجم الکبیر حدیث ۱۱۴۹۵ مطبوعہ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۱۱/ ۲۰۲
146 مسند الامام احمد بن حنبل عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱/ ۳۹۵
147 مسند الامام احمد بن حنبل عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱/ ۴۲۰
148 مجمع الزوائد باب ماجاء فی الخمر ومن یشربھا مطبوعہ دار الکتاب بیروت ۵/ ۷۲

ثالثًا: ولوغ کلب سے غسل اناء بلکہ مبالغہ تسبیع وتثمین وتتریب کو بھی تنجیس عین سے اصلًا علاقہ نہ ہونا اجلی بدیہیات سے ہے۔

وقداغرب الشوکانی فی نیل الاوطار فجعله حجة زاعما انه اذاکان لعابه نجسا وھوعرق فمه ففمه نجس ویستلزم نجاسة سائر بدنه وذلك لان لعابه جزء من فمه وفمه اشرف مافیه فبقیة بدنه اولٰی[149] اھ۔	شوکانی نے نیل الاوطار میں عجیب بات کرتے ہوئے اسے حجت قرار دیا ہے ان کا خیال ہے کہ جب اس کا لعاب ناپاک ہے اور وہ منہ کا پسینہ ہے تو اس کا منہ بھی ناپاک ہوگا اور یہ تمام بدن کی نجاست کو مستلزم ہے یہ اس لئے کہ اس کا لعاب اس کے منہ کا ایک جزء ہے اور منہ اس کے جسم کا اشرف حصّہ ہے، پس باقی بدن تو بدرجہ اولٰی ناپاک ہوگا۔اھ (ت)
اقول: ھذا کما تری یساوی ھزلا ویتساوك ھُزلا فان کون اللعاب جزء الفم ممالایتفوہ به صبی عاقل فضلا عن فاضل ثم ھو انما یتولد من داخل لا من الجلد فانما یدل علی نجاسة اللحم دون العین ثم لوتم لدل علی نجاسة عین کل ماسؤرہ نجس وھو باطل۔	**اقول:** یہ بات جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو مذاق کے برابر ہے اور کمزوری کے باعث متزلزل ہے کیونکہ لعاب کا منہ کا جُزء ہونا کسی عقلمند بچّے کا قول بھی نہیں ہوسکتا چہ جائیکہ ایک فاضل یہ کہے، پھر یہ (لعاب) اندر سے پیدا ہوتا ہے جلد سے نہیں، اور یہ گوشت کی نجاست پر دلالت کرتا ہے عین کے نجس ہونے پر نہیں، پھر اگر ان کی بات صحیح بھی ہو تو یہ اس چیز کے عین نجس ہونے پر دلالت کرے گی جس کا جھوٹا ناپاک ہے حالانکہ یہ باطل ہے۔(ت)

رابعًا: حدیث انھا لیست بنجس انھا من الطوافین والطوافات[150] (یہ ناپاک نہیں کیونکہ تمہارے پاس چکّر لگانے والوں اور آنے جانے والیوں میں سے ہے۔ت) حدیث حسن صحیح ہے

اخرجه الائمه مالك و احمد و الاربعة وابن حبان والحاکم وابن خزیمة وابن منیدة فی صحاحھم عن ابی قتادة وابوداود والدارقطنی	ائمہ حدیث امام مالک، احمد، ائمہ اربعہ (بخاری، مسلم، ترمذی اور ابن ماجہ) ابن حبان، حاکم، ابن خزیمہ اور ابن مندہ نے اپنی صحاح میں حضرت ابوقتادہ

[149] نیل الاوطار باب آسار البہائم مطبوعہ مصطفی البابی مصر ۱/ ۴۷

[150] سنن ابی داؤد باب سور الہرۃ مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور ۱/ ۱۰

عن ام المؤمنین الصدیقۃ رضی اللہ تعالٰی عنہا عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم	رضی اللہ عنہ سے نیز ابوداود اور دارقطنی نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا (ت) مگر یہ حدیث ابی ہریرہ کا تتمہ نہیں نہ اس میں مقاب

بلہ بالکلب ہے اُس کا تتمہ یا طرق مختصرہ کی تمام حدیث احمد واسحٰق بن راہویہ وابوبکر بن ابی شیبہ دارقطنی وحاکم وعقیلی سب کے یہاں اُسی قدر ہے کہ:

الھر یا السنور سبع فرواہ الاربعۃ الاول من طریق وکیع عن سعید بن المسیب عن ابی زرعۃ عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الھر سبع [151]۔ورواہ الدارقطنی من جھۃ محمد بن ربیعۃ عن سعید عن ابی زرعۃ وھومطولا بالقصۃ والحاکم من حدیث عیسٰی بن المسیب ثنا ابوزرعۃ عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم السنور سبع [152]۔وقال العقیلی فی ترجمۃ عیسٰی بن المسیب من کتاب الضعفاء حدثنا محمد بن زکریا البلخی نامحمد بن ابان ومحمدبن الصباح قالا ثنا وکیع نا عیسی بن المسیب عن ابی زرعۃ عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی	(الھر یا السنور فرمایا) بلّی درندہ ہے پہلے چار نے اسے وکیع سے انہوں نے حضرت سعید بن مسیب سے انہوں نے ابوزرعہ سے اور انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلّی درندہ ہے۔دارقطنی نے محمد بن ربیعہ سے انہوں نے حضرت سعید سے انہوں نے حضرت ابوزرعہ سے روایت کیا،اس کا قصہ طویل ہے،حاکم نے عیسٰی بن مسیب کی روایت سے نقل کیا وہ فرماتے ہیں ہم سے ابوزرعہ نے بیان کیا انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بلّی درندہ ہے"۔عقیلی نے کتاب الضعفاء میں عیسٰی بن مسیب کا ترجمہ (تعارف) نقل کرتے ہوئے کہا ہم سے محمد بن زکریا بلخی نے بیان کیا ان سے محمد بن ابان اور محمد بن صباح نے بیان کیا وہ دونوں فرماتے ہیں ہم سے وکیع نے،وہ فرماتے ہیں ہم سے عیسٰی بن مسیب نے بواسطہ ابوزرعہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہوئے بیان کیا کہ رسول اللہ

[151] مصنف ابن ابی شیبہ من قال لایجزئ ویغسل منہ الاناء ، مطبوعہ ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی ۳۲/۱

[152] مسند امام احمد بن حنبل عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت ۳۲۷/۲

علیه وسلم وذکر الهر وقال هی سبع[153]اھ فلعل العلامة الدمیری شُبّه علیه فانتقل ذهنه فی تتمّة هذا الحدیث الی ذاك هذا فی لفظ الهرة وقد ذکره علی الصواب فی لفظ السنور فقال روی الحاکم عن ابی هریرة رضی الله تعالٰی عنه قال کان النبی صلی الله تعالٰی علیه وسلم یأتی دار قوم من الانصار فساق الحدیث الی قوله فقال السنور سبع[154]اھ۔

فانقلت ربما یتحصل لناالمقصود بهذا اللفظ ایضاً فان الحدیث قد علل زیارة اهل بیت عندهم هرٌّ دون الذین عندهم کلب بانها سبع فدل علی ان الکلب اخبث من السبع وقد تقرر عندنا نجاسة اسآر سائر السباع فلوکانت هی ایضاً قصاری الامر فی الکلاب غیر متعدیة من اللعاب علی الاهاب لم یکن لهذا التعلیل معنی قلت نعم یدل علی زیادة شیئ فی الکلب علی سائر السباع ولیکن مافیه من عدم دخول الملئکة بیتاً هو فیه اما خصوص الفرق بنجاسة العین

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، پھر انہوں نے بلّی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: "یہ درندہ ہے"اھ۔شاید علامہ دمیری کو شبہہ ہوگیا اور ان کا ذہن اس حدیث کے تتمہ پر اس بات کی طرف منتقل ہوگیا۔یہ تو لفظ "ھرۃ" میں ہے لیکن انہوں نے لفظ "سنور" کو صحیح قرار دیتے ہوئے ذکر کیا،فرماتے ہیں حاکم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قوم انصار کے گھر تشریف لاتے تھے پھر وہ حدیث بیان کرتے ہوئے یہاں تک پہنچے،آپ نے فرمایا بلّی درندہ ہے اھ۔

اگر تم کہو کہ کبھی ہمیں اس لفظ سے بھی مقصود حاصل ہوجاتا ہے کیونکہ جن کے ہاں بلّی ہو وہاں جانا صحیح ہے جہاں کتا ہو وہاں نہیں۔حدیث شریف میں اس کی علت یہ بیان کی گئی ہے کہ یہ ایک درندہ ہے۔یہ اس بات کی دلیل ہے کہ کتا درندوں سے بھی زیادہ خبیث ہے۔اور ہمارے نزدیک تمام درندوں کے پس خوردہ کی نجاست ثابت ہوچکی ہے۔پس اگر کتے کے بارے میں بھی صرف اتنی ہی بات ہو اور وہ لعاب سے چمڑے کی طرف متعدی نہ ہو تو اس تعلیل کا کوئی مطلب نہ ہوگا (قلت) ہاں کتّے میں باقی درندوں سے زائد چیز پر دلالت موجود ہے وہ یہ کہ کتّے کے بارے میں جس گھر میں یہ ہو اس میں فرشتے داخل نہیں ہوتے لیکن نجاست عین کے ساتھ خصوصی فرق ہرگز نہیں،جو

---

[153] کتاب الضعفاء الکبیر فی ترجمہ عیسٰی بن المسیب مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۳/۳۸۷

[154] حیاۃ الحیوان تحت لفظ السنور مطبوعہ مصطفٰی البابی الحلبی مصر ۱/۵۷۶

فکلا ومن ادعی فعلیه الدلیل ولعل تعلیلی هذا احسن من تعلیل الطیبی بان الکلب شیطان کمانقله فی مجمع بحار الانوار واقره[155]۔فان ذلك انماورد فیما نعلمه فی الکلب الاسود کما فی حدیث قطع الصلاۃ عند احمد والستة الا البخاری عن عبدالله بن الصامت عن ابی ذر رضی الله تعالٰی عنه وفیه فانه یقطع صلاته المرأۃ والحمار والکلب الاسود قلت یاابا ذر مابال الکلب الاسود من الکلب الاحمر من الکلب الاصفر قال یاابن اخی سألت رسول الله صلی الله تعالٰی علیه وسلم کماسألتنی فقال الکلب الاسود شیطان[156]۔

ولاحمد عن ام المؤمنین رضی الله تعالٰی عنها عن النبی صلی الله تعالٰی علیه وسلم الکلب الاسود البهیم الشیطان[157] وقد دل السؤال والجواب ان القید ملحوظ وان غیر الاسود عن ذاك محفوظ۔

فان قلت مایدریك لعل الکلب الذی کان فی بیتهم کان اسود

دعوٰی کرے اس کے ذمہ دلیل ہے اور شاید میری یہ تعلیل، طیّبی کی تعلیل کہ کتا شیطان ہے سے زیادہ اچھی ہے جیسا کہ انہوں نے مجمع بحار الانوار میں نقل کرکے اسے برقرار رکھا۔ ہمارے علم کے مطابق یہ بات سیاہ کتّے کے بارے میں آئی ہے جیسا کہ نماز توڑنے سے متعلق حدیث میں ہے جسے امام احمد نے اور بخاری کے سوا صحاح ستّہ کے دیگر ائمہ نے بواسطہ حضرت عبداللہ بن صامت، حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اس میں ہے کہ "آدمی کی نماز عورت، گدھے اور سیاہ کتّے کے گزرنے سے ٹوٹ جاتی ہے" میں نے عرض کیا اے ابوذر سیاہ کتے کی کیا خصوصیت ہے جو سرخ اور زرد کو حاصل نہیں۔ انہوں نے فرمایا: اے بھتیجے! میں نے اس کے بارے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے تمہاری طرح سوال کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا: "سیاہ کتا شیطان ہے"۔ امام احمد، حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا سے وہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں آپ نے فرمایا: "نہایت سیاہ کتّا شیطان ہے"۔ سوال وجواب اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ (رنگ کی) قید ملحوظ ہے اور غیر سیاہ کتا اس (حکم) سے محفوظ ہے۔(ت) **اگر تم کہو** کہ تمہیں کیا معلوم شاید وہ کتا جو ان کے گھروں میں تھا سیاہ رنگ کا ہو؟ میں کہتا ہوں تمہیں

[155] مرقات المفاتیح باب السترۃ فصل اول مکتبہ امدادیہ ملتان ۲/۴۵ ۲
[156] الصحیح لمسلم باب سترۃ المصلی قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۹۷
[157] مسند احمد بن حنبل عن عائشہ رضی اللہ عنہا دار الفکر بیروت ۶/۱۵۷

قلت مایدریك لعله كان احمر اواصغر وبالجملة فالحدیث اقتصر فی معرض التعلیل علی وصف الكلبیة فلوكان العلة خصوص اللون لصرح به او اتی بلام العهد هذا ثم ان فی الحدیث تاویلا اٰخر افادہ ایضا الطیبی فقال هو استفهام انكار [158] اھ فعلی هذا یكون المعنی اثبات السبعیة للكلب ونفیها عن الهر فینصلم الاستدلال من اصله۔ **اقول:** لكن الحدیث فی بعض طرقه بلفظ ان السنور سبع كمافی المیزان فافهم عـــہ۔	کیا معلوم، شاید وہ سرخ یا زرد رنگ کا ہو۔ بہر حال حدیث شریف میں صرف اس کا کتّا ہونا ہی دلیل بنے گا۔ اگر کوئی خصوصی رنگ علّت ہوتا تو اس کی تصریح فرماتے یا لامِ عہد لاتے، اسے اپنایئے، پھر حدیث میں ایک اور تاویل بھی ہے جس کا فائدہ بھی طیّبی سے حاصل ہوا، انہوں نے فرمایا یہ استفہام انکاری ہے اھ پس اس بنیاد پر معنٰی یہ ہوگا کہ کتنے کیلئے درندگی ثابت کرنا اور بلّی سے اس کی نفی کرنا ہے، لہٰذا استدلال سرے سے ہی ختم ہوجائیگا۔ **اقول:** لیکن حدیث کے بعض طرق یہ الفاظ ہیں "ان السنور سبع" جیسا کہ میزان میں ہے۔ پس سمجھ لو۔ (ت)

خامسًا: عبارت شرح وقایہ سے استدلال عجیب ہے حالانکہ اسی کی بیوع میں یہاں تک تصریح ہے:

صح بیع الكلب والفهد والسباع علمت اولا ش هذا عندنا وعند ابی یوسف رحمه الله تعالٰی لایجوز بیع الكلب العقور وعند الشافعی رحمه الله تعالٰی لایجوز بیع الكلب اصلا بناء علی انه نجس العین عنده [159]۔	(متن) کتے، بھیڑیے اور درندوں کی بیع جائز ہے، انہیں سکھایا جائے یا نہ۔ (شرح) یہ ہمارے نزدیک ہے اور امام ابویوسف رحمہ اللہ کے نزدیک کاٹنے والے کتّے کی بیع جائز نہیں جبکہ امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک کتّے کی بیع بالکل جائز نہیں، کیوں کہ وہ ان کے نزدیک نجس عین ہے۔ (ت)

بالجملہ قول اصح وارجح بلکہ ماخوذ ومعمول ومفتی بہ وہی طہارت عین ہے تو جتنے امور بربنائے نجاست عین مانے جاتے ہیں سب خلاف معتمد ومخالف قول مختار ومشید ہیں لاجرم فتح میں فرمایا:

ماذكر فی الفتاوی من التنجس من وضع	فتاوٰی میں جو مذکور ہے کہ برف یا کیچڑ میں جہاں

عـــہ: یشیر الی ان ان لیس بنص فی عدم حذف الهمزة (م)	اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ لفظِ "ان" ہمزہ کے حذف نہ ہونے میں نص نہیں۔ (ت)

[158] مجمع بحار الانوار

[159] شرح الوقایہ مسائل شتی، مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۳/ ۸۴

رجله موضع رجل کلب فی الثلج اوالطین ونظائر هذه مبنی علی روایة نجاسة عین الکلب ولیست بالمختارة[160]۔	کتّے نے پاؤں رکھا وہاں پاؤں رکھا جائے تو ناپاک ہوجاتا ہے،اور اس قسم کی دوسری باتیں کتے کے نجس عین ہونے پر مبنی ہیں اور یہ بات مختار نہیں (ت)

حلیہ میں فرمایا:

الکثیر علی انه لیس نجس العین وعلی هذا فیکون الصحیح عند الکثیر انه لاینزح اذا اخرج ولم یصب الماء فمه کماهو معزو الی ابی حنیفة رضی الله تعالٰی عنه[161]۔	بہت سے فقہاکے نزدیک یہ نجس عین نہیں لہذا اس بنیاد پر زیادہ لوگوں کے نزدیک صحیح یہ ہے کہ جب کتا (پانی سے) نکالا جائے اور اس کا منہ پانی تک نہ پہنچا ہو تو (کنویں سے) پانی نہیں نکالا جائے گا،یہ بات امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی طرف منسوب ہے۔(ت)

پس عندالتحقیق اُس کے بال[۱] بھی پاک، کھال[۲] بھی پاک،ذبح[۳] ودباعت[۴] باعث تطہیر جلد علی القول المتفق علیه عندنا واللحم ایضا علی اضعف التصحیحین (اس قول کے مطابق جو ہمارے نزدیک متفق علیہ ہے اور دو تصحیحوں سے کمزور تر تصحیح کے مطابق گوشت بھی پاک ہے۔ت) زندہ ومردہ[۵]،مذبوح وغیر مذبوح ہر حالت میں دانت پاک، ناخن[۶] پاک،اگر[۷] کنویں میں گرااور زندہ نکل آیااور بدن پر کوئی نجاست معلوم نہ تھی نہ لعاب پانی کو پہنچاتو پانی پاک،تطییبًا للقلب صرف بیس ۲۰ ڈول نکالے جائیں۔کیچڑ[۸] وغیرہ پر چلا ہے اور وہیں آدمی برہنہ پا چلے تو پاؤں نجس نہ ہوں گے۔پانی[۹] میں بھیگا ہُوا چٹائی پر لیٹے یا[۱۰] بدن جھاڑے اور اس کی چھینٹوں سے کپڑا وغیرہ تر ہوجائے ناپاک نہ ہوگا جب تک بدن پر نجاست نہ ہو۔ان تمام فروع میں تو اصلًا کلام نہیں،

ووقع فی الدر لیس نجس العین وعلیه الفتوی فیباع ویؤجر ویضمن ولایفسد الثوب بعضه مالم یر ریقه ولاصلاة حامله ولوکبیرا وشرط الحلوانی شدفمه[162] اھ ملخصا۔	درمختار میں ہے کہ نجس عین نہیں ہے اور اسی پر فتوی ہے پس اسے بیچا جاسکتا ہے،اجرت پر دیا جاسکتا ہے اور (ہلاکت کی صورت میں) اس کا تاوان لازم ہوگا اور اس کے کاٹنے سے کپڑا ناپاک نہیں ہوگا جب تک لعاب دکھائی نہ دے اسے اٹھاکر نماز پڑھنے والے کی نماز نہیں ٹوٹے گی اگرچہ بڑا ہو۔حلوانی کے نزدیک اس کا منہ بندھا ہونا شرط ہے اھ تلخیص (ت)

160 فتح القدیر،آخر باب الانجاس مطبوعہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/۱۸۶

161 التعلیق المجلی حاشیۃ منیۃ المصلی فصل فی البئر مکتبہ قادریہ جامعہ نظامیہ لاہور ص ۱۱۵

162 درمختار باب المیاہ مطبوعہ مجتبائی دہلی بھارت ۱/۳۸

اقول: اما البیع فقد تقدم الکلام علیه وھو الکلام فی الاجارۃ فانھا ایضا انما تعتمد حل الانتفاع واماعدم فساد الثوب مالم یبتل بلعابه فقد اقرہ علی ھذا التفریع محشیه العلامة الشامی والعبد الضعیف لا یحصله فانه ماش علی قول التجنیس ایضا قطعا لان الرجس لایعدی النجاسة الابلل ونجاسة ریقه لاخلف فیھا فی المذھب فعدم النجاسة بسن یابس والتنجس بشفة رطبة کلاھما متفق علیه لاجرم ان قال البحر فی البحر لایخفی ان ھذہ المسألة علی القولین[163] الخ ثم رأیت العلامة الطحطاوی نبه علیه معترفا ایضا من البحر واللہ سبحٰنه وتعالٰی اعلم۔	**اقول**: جہاں تک خرید وفروخت کا تعلق ہے تو اس پر کلام گزر چکا ہے اور اجارہ کے بارے میں بھی وہی حکم ہے کیونکہ اس کی بنیاد بھی تو انتفاع کا حلال ہونا ہے، لیکن کپڑے کا خراب نہ ہونا جب تک لعاب سے تر نہ ہو، اس پر اس کے محشّی علامہ شامی نے اس تفریع کو برقرار رکھا ہے۔ یہ بندہ ضعیف اسے نہیں مانتا کیونکہ وہ اس کے قطعی نجس ہونے کا بھی قائل ہے اور نجاست، رطوبت کے بغیر آگے متجاوز نہیں ہوتی اور تھُوک کے نجس ہونے میں مذہب میں کوئی اختلاف نہیں پس خشک دانت کے ساتھ ناپاک نہ ہونا اور تر ہونٹ کے ساتھ ناپاک ہوجانا دونوں باتوں پر اتفاق ہے صاحبِ بحر نے بحر الرائق میں فرمایا مخفی نہ رہے کہ یہ مسئلہ دو۲ قولوں کی بنیاد پر ہے الخ پھر میں نے دیکھا کہ علامہ طحطاوی نے بحر سے اس کا اعتراف کرتے ہوئے اس پر تنبیہ کی ہے واللہ سبحٰنه وتعالٰی (ت)

باقی رہی وہ فرع کہ اس کے حامل کی نماز ہوگی یا نہیں؟ اگر کتّا خود آکر مصلّی پر بیٹھ جائے جب تو ظاہر ہے کہ اس صورت میں صحت نماز خاص اسی مذہب صحیح یعنی طہارت عین ہی پر مبتنی ہے قول نجاست پر نماز نہ ہوگی کہ اگرچہ کتّا خود آکر بیٹھا مگر وہ عین نجاست ہے تو مصلّی حاملِ نجاست ہوا اور قول طہارت پر ہوجائے گی کہ اب نجس ہے تو لعاب اور لعاب محمول کلب ہے نہ محمول مصلی اور حمل بالواسطہ یہاں معتبر نہیں جیسے ہوشیار بچّہ جس کے جسم وثوب یقینا ناپاک ہوں خود آکر مصلّی پر بیٹھ جائے نماز جائز ہے اگرچہ ختم نماز تک بیٹھا رہے کہ اس صورت میں مصلی خود حاملِ نجاست نہیں اور جبکہ مذہب مفتی بہ طہارت عین ہے تو اس صورت میں جوازِ نماز بھی قطعًا مفتی بہ۔

فان مالایبتنی الا علی الصحیح لایکون	جس چیز کی بنیاد صحیح ہو وہ بھی صحیح ہوتی ہے اور یہ

[163] البحر الرائق کتاب الطہارت مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۱۰۳

الا صحیحا وھذا کما تری من اجلی البدیھات۔	جیسا کہ تم دیکھتے ہو نہایت واضح باتوں میں سے ہے۔(ت)

غنیہ میں ہے:

(ان صلی ومعه سنورتجوز) صلاته مطلقا ان جلس بنفسه واذا لم یکن علی ظاھرہ نجاسة مانعة ان حمله اما ان کان علیه نجاسة مانعة اذ ذاك فلا تجوز صلاته کما لوحمل صبیا لایستمسك بنفسه وفی ثیابه اوبدنه نجاسة مانعة لانه حینئذ ھو الحاصل للنجاسة بخلاف المستمسك فان المصلی لیس حاملا للنجاسة التی علیه (بخلاف الکلب) اذا حمله المصلی حیث لا تجوز صلاته لانه حامل للنجاسة التی ھی لعابه اما اذا جلس علیه بنفسه فعلی روایة انه نجس العین کذلك لانه حامله وھو نجاسة واما علی الروایة الصحیحة فینبغی ان تجوز صلاته لانه غیر حامل للنجاسة کما فی الھرة ونحوھا علی ماسبق[164] اھ ملخصا۔	اگر کسی نے نماز پڑھی اور اس کے پاس بلّی تھی اس کی نماز مطلقًا جائز ہے اگر وہ خود بخود بیٹھی ہو، اور اگر اس نے اسے اٹھایا ہو تو اس صورت میں اس کے ظاہر پر اتنی نجاست نہ ہو جو مانع ہو (نماز جائز ہوگی) لیکن جب اس پر مانع کی حد تک نجاست ہو اس وقت نماز جائز نہیں جیسا کہ اگر اس نے بچہ اٹھایا ہو جو خود بخود ٹھہر نہیں سکتا اور اس کے کپڑوں یا بدن پر اتنی نجاست ہے جو نماز سے مانع ہے کیونکہ اس وقت وہ خود نجاست اٹھانے والا ہوگا۔ بخلاف اس کے جو خود بخود ٹھہر سکتا ہے اس صورت میں نماز ہی اپنے اور پائی جانے والی نجاست کو اٹھانے والا شمار نہیں ہوگا (بخلاف کتے کے) جب اسے اٹھایا ہو تو نماز جائز نہ ہوگی کیونکہ وہ اس کی نجاست یعنی لعاب کو اٹھائے ہوئے ہے۔ لیکن جب وہ خود بخود بیٹھ جائے تو اس روایت کی بنیاد پر کہ وہ نجس عین ہے اسی طرح ہے کہ کیونکہ وہ اسے اٹھائے ہوئے ہے اور وہ نجاست ہے لیکن صحیح روایت کے مطابق مناسب ہے کہ اس کی نماز صحیح ہو کیونکہ وہ نجاست کو اٹھائے ہوئے نہیں، جیسا کہ بلّی وغیرہ کے بارے میں گزر چکا ہے۔(ت)

اور اگر خود مصلی ہی نے اسے لے کر نماز پڑھی یا نماز میں اٹھالیا تو قول طہارت عین ہی پر اس صورت میں دو ۲ قول ہیں۔

[164] غنیۃ المستملی منیۃ المصلی فصل فی الآسار مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۱۹۱

اقول: والسرفیه ان الابتناء علی شیئ له وجہان احدھما ان لایبتنی الا علیه والاٰخر ان یکون ھو احد ما یبتنی علیه والمبنی علی الصحیح بالمعنی الاول صحیح قطعا وبالمعنی الاٰخر لایجب ان یکون صحیحا فجواز ان یکون البعض الاٰخر مما یبتنی علیه غیر صحیح فلا یکون المبتنی صحیحا بسببه وعن ھذا نقول ان صحة الفرع تستلزم صحة الاصل ولاعکس لان الاصل لازم اعم فثبوته غیرقاض بثبوت ملزومه۔	اقول: اس میں راز یہ ہے کہ کسی چیز پر بنیاد رکھنے کی دو۲ صورتیں ہیں ایک۱ یہ کہ اس کے علاوہ دوسری چیز پر بنیاد نہ ہو، اور دوسرا۲ یہ کہ جن باتوں پر بنیاد رکھی گئی ہے، یہ ان میں سے ایک ہے پہلے معنٰی کے اعتبار سے جو چیز صحیح پر مبنی ہوگی وہ قطعی طور پر صحیح ہوگی، اور دوسرے معنٰی کے اعتبار سے اس کا صحیح ہونا واجب نہیں کیونکہ جائز ہے کہ دوسرا بعض جس پر اس کی بنیاد ہے وہ غیر صحیح ہو لہٰذا اس کے سبب (فرع کی صحت) سے بنیاد کا صحیح ہونا لازم نہ ہوگا اسی بنیاد پر ہم کہتے ہیں کہ فرع کی صحت اصل کے صحیح ہونے کو مستلزم ہے لیکن اس کا عکس نہیں کیونکہ اصل لازم اعم ہے پس اس کے ثبوت سے ملزوم کا ثبوت ضروری نہیں۔ (ت)

اس قول پر اگرچہ عین کلب نجس نہیں مگر لعاب تو بالاتفاق نجس ہے اور اصل کلی یہ ہے کہ کوئی نجاست اپنے معدن میں حکم نجاست نہیں پاتی ورنہ نماز محال ہو کہ خود بدن مصلی خون وغیرہ سے کبھی خالی نہیں اب نظر علماء دو۲ مسلک پر مختلف ہوئی:

مسلک اوّل: جن کی نظر میں لعاب جب تک منہ سے باہر نہ نکلے اپنے معدن میں ہے انہوں نے حکم صحت دیا یا تو مطلقًا جیسا کہ امام ملک العلماء نے بدائع میں اختیار فرمایا اور اپنے مشائخ کرام سے نقل کیا اور اسی پر حلیہ میں اور بحر الرائق ودر مختار کے کتاب الطہارت میں اور حلبی وشامی نے حواشی در اور طحطاوی نے حاشیہ مراقی الفلاح میں جزم فرمایا، یا اس شرط کے ساتھ کہ اُس کا منہ بندھا ہو ورنہ نماز نہ ہوگی یہ امام فقیہ ابو جعفر ہندوانی کا ارشاد ہے۔ محیط رضوی ونصاب وابوالسعود وغیرہا اور بحر ودُر کی شروط الصلاۃ میں اسی پر اعتماد اور اسی طرف علامہ طحطاوی نے حاشیہ در میں میل کیا اور نظر فقہی میں تحقیق وہی ہے کہ بندش شرط نہیں قبل از فراغ نماز لعاب بقدر مانع جواز کے سیلان پر بنا ہے نہ بہے تو نماز ہوجائے گی اگرچہ منہ کُھلا رہے، ورنہ نہیں، اگرچہ بندھا ہو۔

اقول: بلکہ حق یہ کہ شرط **بندش** کا مقصود بھی یہی ہے **کمایفیدہ ماذکر عن المحیط وغیرہ من تعلیل التقیید** (جیسا کہ وہ بات یعنی تقیید کی علت اس کا فائدہ دے گی جسے ہم محیط وغیرہ سے

ذکر کریں گے۔ت) غالبًا لعاب کلاب کا منہ کھُلا ہونے کی حالت میں میلان کرتا اور بندش سے رکنا مظنون ہے لہذا شد وفتح سے تعبیر کی گئی ومثله کثیر الوقوع من الفقهاء کما لایخفی علی من تتبع (اور اس کی مثل فقہاء سے کثیر الوقوع ہے جیسا کہ تلاش کرنے والے پر مخفی نہیں۔ت) غرض اختلاف لفظ میں ہے نہ معنٰی میں وبهذا یندفع التهافت المظنون فی کلمات البحر والدر والطحطاوی وبالله التوفیق (بحرالرائق، درمختار اور طحطاوی کے کلمات میں جس تکرار کا گمان تھا اس سے وہ دُور ہوگیا۔ اور اللہ تعالٰی ہی توفیق عطا کرنے والا ہے۔ت) بہر حال ان سب ائمہ وعلماء نے نجاستِ لعاب کا اعتبار نہ فرمایا جب تک منہ سے باہر سیلان نہ کرے اس مسلک پر بلاشبہہ یہ فرع بھی صرف اسی طہارت میں کلب پر مبتنی اور جب وہ مفتی بہ تو یہ بھی اس طریقہ پر یقینا مفتی بہ۔

فی البحر عن البدائع انه (ای طهارة عین الکلب) اقرب القولین الی الصواب ولذالك قال مشایخنا فیمن صلی وفی کمه جرو انه تجوز صلاته وقید الفقیه ابوجعفر الهندوانی الجواز بکونه مشدود الفم [165] اھ۔وفی البحر ایضا اذاصلی وهوحامل جروا صغیرا لا تصح صلاته علی القول بنجاسة مطلقا وتصح علی القول بطهارته اما مطلقا او بکونه مشدود الفم کما قدمناه عن البدائع [166] اھ۔وفی حاشیة المراقی انه لیس بنجس العین وعلیه الفتوٰی واثر الخلاف یظهر فیما لوصلی وفی کمه جروصغیر جازت علی الاول لا الثانی وشرط الهندوانی کونه مشدود	بحرالرائق میں بدائع سے منقول ہے کہ یہ (کتے کا طاہر عین ہونا) دو۲ قولوں میں سے صحت کے زیادہ قریب قول ہے۔اس لئے ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ جس آدمی کی آستین میں کتّے کا بچّہ ہو اس کی نماز جائز ہے اور فقیہ ابوجعفر ہندوانی کے نزدیک جواز کے لئے اس کے منہ کا باندھا ہونا شرط ہے اھ۔بحرالرائق میں ہی ہے کہ جب کسی آدمی نے اس حالت میں نماز پڑھی کہ اس نے کتے کا چھوٹا سا بچّہ اٹھا رکھا تھا تو اس قول پر کہ وہ نجس ہے نماز مطلقًا صحیح نہیں ہوگی اور طہارت کے قول کی بنیاد پر یا تو مطلقًا صحیح ہوگی یا اس صورت میں کہ اس کا منہ باندھا ہوا ہو، جیسا کہ ہم نے اس سے پہلے بدائع سے نقل کیا اھ۔مراقی الفلاح کے حاشیہ میں ہے کہ وہ نجس عین نہیں اور اسی پر فتوٰی ہے۔اور اختلاف کا اثر اس

[165] البحرالرائق کتاب الطہارۃ مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۱۰۱

[166] البحرالرائق کتاب الطہارۃ مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۱۰۲

الفم [167] اھ ملخصا. وفی البزازیۃ عن النصاب ان کان الجرو مشدود الفم یجوز [168] اھ وفی شروط الصلاۃ للدر والبحر وفتح اللہ المعین واللفظ للدر ما یتحرک بحرکۃ او یعد حامل لہ کصبی علیہ نجس ان لم یستمسک بنفسہ منع والالا کجنب وکلب ان شد فمہ فی الاصح [169] اھ۔ وفی حاشیتہ للعلامۃ ط **قولہ** ان شد فمہ لوقال وکلب ان لم یسل منہ ما یمنع الصلاۃ لکان اولی لانہ لوعلم عدم السیلان اوسال منہ دون المانع لایبطل الصلاۃ وان لم یشد فمہ حلبی وفیہ تأمل [170] اھ ونقل العلامۃ الشامی ما افادہ الحلبی فاقرہ وایدہ وفی الحلیۃ فی محیط رضی الدین رجل صلی ومعہ جروکلب ومالا یجوز ان یتوضأ بسؤرہ قیل لم یجز والاصح یسیل فی کمہ فیصیر مبتلا بلعابہ فیتنجس کمہ فیمنع جواز الصلاۃ ان کان اکثر من قدر الدرھم فان فمہ مشدودا بحیث لایصل لعابہ

صورت میں ظاہر ہوگا جب وہ اس حال میں نماز پڑھے کہ اس کی آستین میں کتّے کا چھوٹا بچّہ ہو، پہلے قول کے مطابق نماز جائز ہوگی دوسرے کے مطابق نہیں۔ اور ہندوانی نے منہ بندھا ہونا شرط رکھی ہے اھ تلخیص۔

بزازیہ میں نصاب سے نقل کیا ہے کہ اگر کتّے کے بچّے کا مُنہ باندھا ہوا ہو تو نماز جائز ہے اھ۔ نماز کی شرائط میں درمختار، بحرالرائق اور فتح اللہ المعین میں ہے الفاظ درمختار کے ہیں کہ جو اس کی حرکت سے حرکت کرے یا اسے اٹھانے والا شمار ہو جیسے بچہ کہ اس پر نجاست ہو اگر وہ خود بخود نہ ٹھہر سکے تو منع کیا جائے گا ورنہ نہیں جیسے جنبی اور کتا، اگر اس کا منہ باندھا ہو۔ یہ اصح قول کے مطابق ہے اھ۔ اور اس کے حاشیہ میں علامہ (طحطاوی) نے فرمایا" یہ کہنے کی بجائے کہ اگر اس کا منہ باندھا ہوا ہو، وہ فرماتے، اور کتّے کے منہ سے اگر وہ چیز نہ نکلے جو نماز کو روکتی ہے" تو یہ بات زیادہ بہتر ہوتی کیونکہ جاری نہ ہونا معلوم ہو یا اس سے اتنا جاری ہو جو مانع نہیں ہے تو نماز باطل نہ ہوگی اگرچہ منہ باندھا ہوا نہ ہو۔ (حلبی) اور کہا اس میں غور کرو اھ۔ علامہ شامی نے وہ بات نقل کی جس کا فائدہ حلبی سے حاصل ہُوا

---

[167] حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح فصل یطہر جلد المیتۃ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ص ۸۸

[168] فتاوٰی بزازیۃ مع الفتاوٰی الہندیۃ السابع فی النجس نورانی کتب خانہ پشاور ۴/۲۱

[169] الدرالمختار باب شروط الصلاۃ مطبوعہ مجتبائی دہلی ۱/۶۵

[170] حاشیۃ الطحطاوی علی الدرالمختار باب شروط الصلٰوۃ مطبوعہ دارالمعرفۃ بیروت ۱/۱۹۰

الی ثوبہ جازلان ظاھر کل حیوان طاھر ولایتنجس الا بالموت ونجاسۃ باطنہ فی معدنھا فلا یظھر حکمھا کنجاسۃ باطن المصلی انتھی [171]۔والاشبہ ان ھذا التفصیل فی کلب من شانہ غلبۃ سیلان لعابہ بحیث یبلغ مایسیل منہ قبل فراغ حاملہ ما یمنع صحۃ الصلاۃ وانشد فوہ یمنع ذلك منہ وما لیس کذلك فالاشبہ فیہ اطلاق الجواز کماھوظاھر مافی البدائع عن مشایخنا [172] اھ۔	پھر اسے برقرار رکھا اور اس کی تائید کی۔اور حلیہ میں رضی الدین کی محیط سے منقول ہے کہ ایک شخص نے نماز پڑھی اور اس کے ساتھ کتّے کا بچہ یا وہ چیز تھی جس کے جھوٹے سے وضو کرنا جائز نہیں، کہا گیا ہے کہ نماز جائز نہیں لیکن زیادہ صحیح بات یہ ہے کہ اگر اس کا مُنہ کُھلا ہوا ہو تو جائز نہیں کیونکہ اس کا لعاب آستین میں بہتا رہے گا اور وہ لعاب سے تر ہو کر ناپاک ہو جائے گی لہٰذا ایک درہم سے زیادہ ہونے کی صورت میں نماز کے جواز کو روکے گی اور اگر اس کا منہ اس طرح باندھا ہوا ہو کہ اس کا لعاب کپڑے تک نہ پہنچے تو نماز جائز ہے کیونکہ ہر حیوان کا ظاہر پاک ہے اور وہ موت کے بغیر ناپاک نہیں ہوتا جبکہ اندر کی نجاست اپنے مرکز میں ہے۔پس نمازی کے اندر کی نجاست کی مثل اس کا حکم بھی ظاہر نہ ہوگا انتہی۔زیادہ مناسب بات یہ ہے کہ یہ تفصیل اس کتے کے بارے میں ہے جس کا لعاب اکثر جاری رہتا ہے کیونکہ اس کا لعاب جب اس صورت میں ہو کہ جو کچھ جاری ہوا وہ اُٹھانے والے کے فارغ ہونے سے پہلے اس حد تک پہنچ جائے جو نماز کے صحیح ہونے سے مانع ہے اگرچہ اس کا منہ بند کیا جائے تو یہ نماز سے مانع ہوگا اور جو ایسا نہ ہو اس میں مطلقًا جواز (کا قول) زیادہ مناسب ہے جیسا کہ ہمارے مشائخ کے اُس قول سے ظاہر ہے جو بدائع میں ہے۔(ت)

مسلک دوم: جن کی نظر اس طرف گئی کہ لعاب سطح دہن میں پیدا نہیں ہوتا بلکہ باطن گوشت سے متولد ہو کر دہن میں آتا ہے تو منہ سے باہر نکلنے نہ نکلنے کو کچھ دخل نہ رہا کہ اپنے اصل موضع سے منتقل ہو چکا تو اگرچہ بیرونِ دہن آئے حکمِ نجاست پالیا جیسے خُون کہ اندر سے نکل کر دہن وزبان کی سطوح پر آجائے پس صورت مذکور میں دہنِ کلب وغیرہ سباع بہائم کے اندر ہی لعاب کا ہونا حمل نجاست کا موجب ہے،انہوں نے مطلقًا فساد نماز کا حکم دیا خانیہ وخلاصہ وبزازیہ وہندیہ وذخیرہ منتقی ومنیہ وغنیہ میں اسی

[171] التعلیق المجلی مع منیۃ المصلی مسائل ازالۃ النجاسۃ الحقیقۃ، مطبوعہ مکتبہ قادریہ جامعہ نظامیہ لاہور ص ۱۵۸
[172] التعلیق المجلی مع منیۃ المصلی، مسائل ازالۃ النجاسۃ الحقیقۃ، مطبوعہ مکتبہ قادریہ جامعہ نظامیہ لاہور ص ۱۵۸

پر جزم فرمایا۔

ففی الاربع الاول اللفظ متقارب والمعنی واحد والسیاق للوجیز صلی ومعه حیوان حی یجوز التوضئ بسؤره کالفارۃ یجوز واساء وان کان سؤره نجسا کجروکلب لایجوز وفی النصاب ان کان الجرو مشدود الفم یجوز [173] اھ۔وفی الحلیۃ عن الذخیرۃ عن المنتقی عن محمد صلی ومعه حیۃ اوسنورا وفارۃ اجزأہ وقد اساء وان کان ثعلب اوجر وکلب لم تجز صلاته وذکر فی جنس ھذہ المسائل اصلا فقال کل مایجوز التوضئ بسؤره تجوز الصلاۃ معه ومالایجوز الوضوء بسؤره لا تجوز الصلاۃ معه [174] انتھی۔قال فی الحلیۃ بعد نقله ولکن لایعری عن تأمل وسنوضحه الخ والموعود به ھو ما قدمنا عنھا من ان الاشبه التفصیل بالشد والفتح فی کلب شانه کذا واطلاق الجواز فی غیرہ قال بعد تحقیقه وحینئذ فیظھر ان فی کلیۃ الاصل المذکور نظرا فتنبه له [175] اھ۔وفی المنیۃ ان صلی ومعه سنورا وحیۃ یجوز	پہلی چار (کتب) میں الفاظ تقریبًا ایک جیسے ہیں اور معنے بھی،اور وجیز (بزازیہ) کے الفاظ یوں ہی کسی آدمی نے نماز پڑھی اور اس کے پاس ایسا زندہ حیوان تھا جس کے جھُوٹے سے وضو جائز ہے مثلًا چُوہا،تو نماز جائز ہوگی لیکن گناہ گار ہوگا اور اگر اس کا جھوٹا ناپاک ہو جیسے کتے کا بچہ،تو نماز ناجائز نہیں ہوگی۔اور نصاب میں ہے اگر کتّے کے بچّے کا منہ بندھا ہوا ہو تو جائز ہوگی انتہی۔ حلیہ میں بحوالہ ذخیرہ،منتقٰی سے امام محمد رحمہ اللہ کا قول نقل کیا کہ کسی شخص نے نماز پڑھی اور اس کے پاس سانپ یا بلّی یا چوہا تھا تو نماز جائز ہے۔لیکن اس نے گناہ کیا۔اور اگر لومڑی یا کتّے کا بچّہ ہو تو نماز جائز نہ ہوگی اور اس قسم کے مسائل کے بارے میں قاعدہ ذکر کرتے ہوئے فرمایا:"جب اس کے جھُوٹے سے وضو جائز ہو تو اس کے ساتھ نماز بھی جائز ہوگی اور جس کے جھُوٹے سے وضو جائز نہ ہو اس کے ساتھ نماز جائز نہ ہوگی انتہی۔اسے نقل کرنے کے بعد حلیہ میں فرمایا لیکن یہ غور وفکر سے خالی نہیں اور ہم عنقریب اس کی وضاحت کرینگے الخ،جس بات کا وعدہ کیا گیا ہے یہ وہی ہے جو ہم

[173] فتاوٰی بزازیۃ مع الفتاوی الہندیۃ السابع فی النجس نورانی کتب خانہ پشاور ۲۱/۴

[174] حلیۃ المحلی

[175] حلیۃ المحلی

بخلاف جرو الکلب[176] اھ۔ وفی الغنیة لایقال النجاسة التی فی محلها غیر معتبرة ولایعطی لها حکم النجاسة لانا نقول سلمنا ولکن اللعاب قد انتقل عن محله الذی توله فیه واتصل بالفم الذی له حکم الظاهر بالنظر الی ما یخرج من الباطل فاعتبر نجاسة وقد تنجس بهالسانه وسائر فمه فکان مانعا اھ ملخصا۔[177]	نے اس سے پہلے ان سے نقل کی ہے یعنی منہ باندھنے اور کھُلا چھوڑنے کی تفصیل اس کتے کے بارے میں ہے جو اس شان کا ہو اور مطلق جواز اس کے غیر میں ہے انہوں نے تحقیق کے بعد فرمایا اس وقت ظاہر ہوتا ہے کہ مذکورہ قاعدے میں نظر ہے پس اس سے آگاہی حاصل کرو (انتہی) منیہ میں ہے کہ اگر کسی نے نماز پڑھی اور اس کے پاس بلّی یا سانپ ہو تو جائز ہوگی بخلاف کتّے کے بچّے کے انتہی۔ غنیہ میں ہے یہ نہ کہا جائے کہ جو نجاست اپنے محل میں ہے غیر معتبر ہے اور اس کو نجاست کا حکم نہیں دیا جائے گا کیونکہ ہم کہتے ہیں ہم نے مان لیا لیکن لعاب اپنے اس مقام سے جہاں وہ پیدا ہوا منتقل ہو کر منہ سے مل جاتا ہے جسے باطن سے باہر آنے والی چیز کی طرف نظر کرتے ہوئے ظاہر کا حکم دیا جاتا ہے لہٰذا اس کی نجاست کا اعتبار ہوگا اور اس سے اس کی زبان اور تمام منہ ناپاک ہوگیا پس وہ مانع ہوگا انتہی تلخیص۔ (ت)

اس مسلک پر یہ فرع صرف طہارت عین پر مبنی نہیں بلکہ اس کے ساتھ صحت صلاۃ کے لئے طہارت لعاب بھی درکار اور وہ کلب وغیرہ سباع بہائم میں مفقود، لہٰذا صحتِ نماز بھی مفقود اگرچہ طاہر العین ہی ہو ایسی جگہ المبنی علی صحیح صحیح نہیں یہ تو اختلافِ علماء تھا ترجیح دیکھیے تو وہ مسلک اول ہی کی طرف ہے محیط رضوی و بحر الرائق و دُر مختار وغیرہا میں صراحۃً اس کی تصحیح بلفظ اصح اور حلیہ میں بلفظ اشبہ مذکور۔

کما مر وقد صرح العلامة الفقیه خیر الدین الرملی فی فتاواه الخیریة لنفع البریة من کتاب الطلاق بما نصه وانت علی علم بانه بعد التنصیص علی اصحیته لایعدل عنه الی غیره[178] اھ وفیها من کتاب الصلح حیث	جیسا کہ گزرا علامہ فقیہ خیر الدین رملی نے اپنے فتاوٰی الخیریہ لنفع البریہ کی کتاب الطلاق میں اسے صراحۃً بیان کیا اور تم جانتے ہو کہ اس کے اصح ہونے پر تنصیص کے بعد غیر کی طرف عدول نہیں کیا جاتا انتہی اور اس کی کتاب الصلح میں ہے کہ جب اصح ثابت

[176] منیۃ المصلی، فصل الاسآر مطبوعہ مکتبہ قادریہ جامع نظامیہ لاہور ص ۱۵۸

[177] غنیۃ المستملی فصل الاسآر مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۱۹۱

[178] فتاوٰی خیریۃ کتاب الطلاق مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۱/۳۹

ثبت الاصح لایعدل عنہ[179]۔	ہو جائے تو اس سے عدول نہیں کیا جاتا۔(ت)

معہذا اکثر وہ کتابیں جن میں مسلک اول اختیار فرمایا شروح ہیں اور مسلک دوم پر اکثر مشی کرنے والے فتاوی اور شروح فتاوے پر مرجح ہیں۔ کمانصوا علیہ فی مواضع لاتحصی کثرۃ (جیسا کہ انہوں نے بیشمار مقامات پر اس بات کی تصریح فرمائی ہے۔ت) تو ثابت ہوا کہ مذہب ارجح پر اس فرع کو بھی مثل فروع سابقہ صرف طہارت عین ہی پر ابتنا ہے اور ایسی جگہ بلاشبہہ المبنی علی صحیح صحیح صحیح (جو چیز صحیح پر مبنی ہوتی ہے وہ صحیح ہوتی ہے۔ت)

اما تدقیق الغنیۃ **فاقول**: وباللہ التوفیق سلمنا ان الریق لایتولد فی الفم لکن لاشك ان معدنہ ھو الفم حتی انہ لایسمی ریقا مالم یطلع فی الفم وبہ فارق الدم ولایجب لکون شیئ معدن شیئ تولدہ فیہ الا تری ان العروق معادن الدم لاشك مع انہ لایتولد فیھا بل فی الکبد ثم یسری الیھا ویجری فیھا وقدرأینا کم فی مسئلۃ ان السخلۃ اذا وقعت من امھا رطبۃ فی الماء لا تفسدہ عللتموھا بقولکم وھذا لان الرطوبۃ التی علیھا لیست بنجسۃ لکونھا فی محلھا[180] اھ امافاذاکانت رطوبۃ رحم امھا علی جلدھا فی محلھا فماظنکم بالریق فی الفم بل التحقیق عندی ان نفی الکون فی المحل عن ھذا واثباتہ لرطوبۃ السخلۃ کلاھما سھواما	میں غنیہ کی تدقیق کے بارے میں، اللہ تعالٰی کی توفیق سے کہتا ہوں، ہم نے مان لیا کہ لعاب منہ میں پیدا نہیں ہوتا۔ لیکن اس میں شک نہیں کہ اس کا معدن منہ ہی حتی کہ جب تک وہ منہ میں ظاہر نہ ہو اس کو لعاب نہیں کہا جاتا اور اس سے خون (کا حکم) الگ ہوگیا، اور کسی چیز کے کسی کیلئے معدن ہونے سے لازم نہیں آتا کہ وہ اس میں پیدا بھی ہو کیا تم نہیں دیکھتے کہ خون کا معدن رگیں ہیں اس میں کوئی شک نہیں لیکن اس کے باوجود وہاں پیدا نہیں ہوتا بلکہ وہ جگر میں پیدا ہوتا ہے پھر ان کی طرف چلتا اور رگوں میں جاری ہوتا ہے۔ ہم نے تمہیں دکھایا کہ بکری کا تربچّہ جو اپنی ماں سے پیدا ہو کر پانی میں گرا پانی خراب نہیں ہوا تم نے اس کی علّت یوں بیان کی کہ اس پر جو رطوبت ہے وہ ناپاک نہیں کیونکہ وہ اپنے محل میں ہے اھ۔ پس جب بچّہ کی جلد پر اس کی ماں کے رحم کی رطوبت اپنے محل میں ہے تو منہ میں پائے جانے والے

[179] فتاوی خیریۃ کتاب الصلح مطبوعہ دارالمعرفۃ بیروت ۲/۱۰۴

[180] غنیۃ المستملی فصل فی الانجاس مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ص۱۵۰

الاول فلما سمعت واما الاُخر فلان المحل الذی لایحکم فیہ بنجاسۃ النجاسۃ انماھو معدنھا لا ما اصابتہ ومعدن تلك الرطوبات ھی الرحم دون جلد السخلۃ کمالایخفی والفرع ماش علی قول الامام بطھارۃ رطوبۃ الرحم فقدحققنا فیما علقنا علی ردالمحتار ان الفرج فی قولھم رطوبۃ الفرج طاھرۃ عندہ لاعندھما بالمعنی الشامل للفرج الخارج والفرج الداخل والرحم جمیعا ومایری من التعارض فی الفروع فللتفریع علی القولین۔	لعاب کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟ بلکہ میرے نزدیک تحقیق یہ ہے کہ اس کا اپنے محل میں نہ ہونا اور بکری کے بچّہ کی رطوبت کا اپنے محل میں ثابت ہونا دونوں باتیں سہو ہیں۔ پہلی بات اس بنیاد پر جو تم نے سُن لیا۔ اور دوسری بات اس لئے کہ وہ محل اس کا معدن ہے جس میں (پائی جانے والی) نجاست پر نجاست کا حکم نہیں لگے گا، نہ وہ جو اس کو پہنچے۔ اور ان رطوبات کا معدن رحم ہے، نہ بچّہ کی جلد۔ جیسا کہ مخفی نہیں اور فرع، امام اعظم رحمہ اللہ کے قول کہ رحم کی رطوبت پاک ہے، پر جاری ہوتی ہے ہم نے ردالمحتار کی تعلیق میں اس مسئلہ کی تحقیق کی ہے کہ فرج انکے قول "فرج کی رطوبت، امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک پاک ہے صاحبین کے نزدیک نہیں" میں عام معنی کے اعتبار سے فرج خارج، فرج داخل اور رحم سب کو شامل ہے۔ اور وہ جو فروع میں تعارض دکھائی دیتا ہے تو یہ دو قولوں پر تفریع کی بنیاد پر ہے۔ (ت)

پس ثابت ہوا کہ ان دونوں مسئلہ اصل وفرع میں کلام زید عین اصابت سے ناشی اور قول صحیح ورجیح وصح وارجح پر ماشی ہے **ھکذا ینبغی التحقیق واللہ تعالٰی ولی التوفیق** (تحقیق اسی طرح چاہے اور اللہ تعالٰی ہی توفیق دینے والا ہے۔ ت)

تنبیہ نبیہ: ہر عاقل ذی علم جانتا ہے کہ جواز بمعنی صحت وبمعنی اباحت خصوصًا اباحت **بالمعنی الاخص الغیر الشامل لکراھۃ التنزیہ اعنی تساوی الطرفین** (خصوصًا اباحت اخص معنٰی کے اعتبار سے جو کراہۃ تنزیہی کو شامل نہیں یعنی دونوں طرفوں کے برابر ہونے میں۔ ت) میں زمین آسمان کا فرق ہے اول ہرگز مستلزم ثانی نہیں بہت افعال کہ مکروہِ تنزیہی بلکہ تحریمی بلکہ حرام ہیں منافی صحت نماز نہیں ہوتے تو نماز اُن افعال کے ساتھ جائز ہوگی یعنی صحیح ومسقط فرض مکروہ فعل جائز ومباح بالمعنے المذکور نہ ہوگا بلکہ حرام یا گناہ یا ناپسند علمائے کرام اہل مسلک اول کہ حمل کلب وغیرہ سباع سوائے خنزیر کے ساتھ نماز جائز بتاتے ہیں جواز بمعنی صحت میں کلام فرمارہے ہیں یعنی ان جانوروں کا پاس ہونا نہ طہارت وغیرہ کسی شرط نماز کا ناکافی نہ کسی رُکن وفرض نماز کا منافی تو نماز فاسد نہ ہوگی فرض اُتر جائے گا معاذاللہ یہ نہیں فرماتے کہ بے ضرورت شرعیہ ایسا فعل مکروہ وناپسند نہیں حاشا کلب تو کلب

اُن جانوروں کی نسبت جن کا نہ صرف بدن بلکہ لعاب بھی پاک ہے صاف تصریح فرماتے ہیں کہ نماز میں انہیں اُٹھائے ہو نا بُرا ہے جو ایسا کرے گا بُرا کرے گا خانیہ وخلاصہ وبزازیہ وہندیہ وذخیرہ ومنتقٰی کی عبارتیں محرر مذہب سیدنا امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد سُن چکے کہ **یجوز واساء اجزأہ وقد اساء** (جائز ہے لیکن برا کیا،اسے کفایت کرتا ہے لیکن وہ گنہگار ہوا۔ت) نماز تو ہو گئی مگر اُس نے بُرا کیا تو جب پاک بدن پاک دہن جانوروں کی نسبت یہ ارشاد ہے ناپاک دہن جانوروں کو لینا کس قدر سخت ناپسند رکھیں گے بلکہ جانور کا کیا ذکر بے ضرورت لڑکوں بچّوں کا اٹھانا بھی مکروہ بتاتے ہیں۔ درمختار میں ہے: **یکرہ حمل الطفل**[181] (بچّہ کو اٹھانا مکروہ ہے۔ت) یہاں تک کہ بے ضرورت تلوار باندھنا بھی مکروہ رکھتے ہیں جبکہ اس کی حرکت سے دل بٹے۔ نورالایضاح ومراقی الفلاح میں ہے:

لایکرہ تقلد المصلی بسیف ونحوہ اذالم یشتغل بحرکۃ وان شغلہ کرہ فی غیر حالۃ قتال[182]	نمازی کا تلوار وغیرہ باندھنا مکروہ نہیں جب اس کی حرکت سے مشغول نہ ہوا گر وہ مشغول رکھے تو حالتِ جنگ کے سوا مکروہ ہے۔(ت)

توان کی نسبت یہ گمان کرنا کہ وہ اس فعل کو پسند رکھتے یا ناپسند نہیں جانتے ہیں محض بدگمانی وبدزبانی ہے۔ بحمد اللہ تعالٰی اس تقریر سے روشن ہو گیا کہ غیر مقلد صاحبوں کا اس مسئلہ کو مطاعن ائمہ عظام حنفیّہ کرام خصم اللہ تعالٰی باللطف العام وعمّہم بالجود والانعام واللہ تعالٰی انہیں عمومی لطف وکرم کے ساتھ خاص فرمائے اور انہیں عام جود وانعام عطافرمائے۔ت) میں شمار کرنا محض سفاہت وبے عقلی ہے حضرات صاحبین اور اُن کے موافقین رحمہ اللہ تعالٰی علیہم اجمعین کے نزدیک توسگ نجس العین ہے اور طاہر ماننے والوں سے بھی ایک جماعت عظمیہ اہل مسلک ثانی مطلقاً اس صورت میں نماز فاسد بتاتے ہیں، رہے قائلینِ طہارت سے اہلِ مسلک اول وہ بھی اسائت وکراہت کی تصریح فرماتے ہیں اُن کا مطلب صرف اس قدر کہ اگر کسی شخص نے کسی ضرورت وحاجت خواہ اپنی نادانی وجہالت سے ایسا کیا تو نماز باطل نہ ہو گی اس میں معاذ اللہ کیا جائے طعن ہے ہاں اگر فرماتے کہ ایسا کرنا چاہیے یا کرے تو کچھ ناپسندیدہ نہیں تو ایک بات تھی مگر حاشا وہ اس تہمت سے پاک ومنزہ ہیں **وللہ الحمد**، **الحمدللہ** کہ یہ جواب ۲۴ رجب مرجب[عــہ] ۱۳۱۲ ہجریہ قدسیہ روز جان سے افروز دوشنبہ کو تمام اور بلحاظ تاریخ **سلب الثلب عن القائلین بطہارۃ الکلب** ۱۳۱۲ھ (کتے کی طہارت عین کے قائلین سے عیب دور کرنے کا

عــہ: بسبب مکابرہ بعض اہل بدعت وتحریر بعض دیگر فتاوائے ضروریہ بارہ روز تک یہ جواب نہ لکھا گیا ۱۲ (م)

---

[181] درمختار باب مایفسد الصلٰوۃ ومایکرہ مطبوعہ مجتبائی دہلی ۹۳/۱

[182] مراقی الفلاح مع حاشیۃ الطحطاوی فصل فیمایکرہ للمصلی مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کراچی ص ۲۰۲

بیان۔ت) تام ہوا۔

(واٰخر دعوٰنا ان الحمدللہ رب العٰلمین وافضل الصلاۃ والسلام علی سید المرسلین سیدنا ومولٰنا محمد واٰلہ وصحبہ اجمعین۔	اور ہماری آخر پکار یہ ہے کہ تمام تعریفیں اللہ تعالٰی کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کو پالنے والا ہے اور صلاۃ وسلام تمام رسولوں کے سردار، ہمارے سردار اور مولٰی حضرت محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے تمام آل واصحاب پر ہو۔(ت)

واللہ تعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔